Globethics Repository




# Tazkirah Manaqib Imam A'zam RA Part 3

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

| | |
|---|---|
| Item Type | Book |
| Authors | Al-Qodiri, Muhammad Thohir |
| Publisher | Manshurat Minhaj al-Quran |
| Rights | With permission of the license/copyright holder |
| Download date | 2026-11-16 10:05:10 |
| Link to Item | http://hdl.handle.net/20.500.12424/186547 |

۹۔ محمد بن زبان مصری ۱۰۔ علی بن علان

۱۱۔ ابو جعفر طحاوی و دیگر۔

بہت سے اکابر محدّثین نے امام ابن المظفر سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو حفص بن شاھین ۲۔ ابو حسن علی بن عمر دار قطنی

۳۔ ابو بکر البرقانی ۴۔ محمد بن ابو الفوارس

۵۔ ابو عبد الرحمٰن سلمی ۶۔ ابو فضل محمد بن احمد جارودی

۷۔ ابو نعیم اصبھانی ۸۔ حسن بن محمد خلال

۹۔ ابو قاسم تنوخی رحمھم اللہ تعالی أجمعین (۱)

امام ابن المظفرؒ کے مسندِ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تالیف و تدوین کرنے پر ائمہ کی تحقیقات درج ذیل ہیں:

۱۔ امام محمدؒ بن عبد الغنی بغدادی المعروف ابنِ نقطہ حنبلی (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة. (۲)

''انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔''

۲۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے۔ ان کے چار شیوخ یہ ہیں: ابو محمد یوسف ابن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی، ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن، علی بن معالی اور

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۱۸۔ ۴۱۹

(۲) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۱۱۳

عبداللطیف المعروف الخیمی۔(۱)

۳۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المقری کا ذکر کرنے کے بعد حافظ ابوالحسین بن المظفر کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(۲)

۴۔ محدّثِ شام حافظ محمدؒ بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدّثِ مکہ ابوالفارس عبد العزیز ابنِ نجم الدین علوی اور حافظ ابوفضل بن بکر شافعی کے طریق سے روایت کیا ہے۔(۳)

۵۔ حافظ شمس الدینؒ ابنِ طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے بھی اپنی کتاب ''الفهرست الأوسط'' میں مسند ابن المظفر کا مع سند ذکر کیا ہے۔(۴)

۶۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی مسند ابن المظفر کا تذکرہ کیا ہے۔(۵)

امام محمد بن المظفر کے علم الحدیث میں مقام و مرتبہ پر بہت سے ائمہ نے لب کشائی کی ہے جس کو ہم آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔ یہی وہ عالی مرتبت محدّث ہیں جنہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع اور تالیف کرنے پر فخر محسوس کیا، جو حدیث میں امامِ اعظم کے مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

## امام ابن المظفرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے امام محمدؒ بن المظفر کے بلند پایہ علمی مرتبہ اور ثقاہت کو درج ذیل

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۱

(۲) عسقلانی، تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: ۶

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۴

(۴) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۵) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفرؒ کی بے حد تعظیم کرتے۔ قاضی محمدؒ بن عمر بن اسماعیل بیان کرتے ہیں:

**رأيت أبا الحسن الدار قطني يعظّم أبا الحسين بن المظفر ويجله، ولا يستند بحضرته.** (۱)

''میں نے دیکھا کہ ابو الحسن دارقطنی، ابو الحسین ابن المظفر کی حد درجہ تعظیم وتکریم کرتے اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔''

۲۔ امام ابو الفتح محمدؒ بن ابو الفوارس (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

**كان محمد بن المظفر ثقةً، أميناً، مأموناً، حسن الحفظ، وانتهى إليه الحديث وحفظه وعلمه، وكان قديماً ينتقي على الشيوخ، وكان مقدمًا عندهم.** (۲)

''محمد بن مظفر ثقہ، امین، مامون اور حسنِ حفظ کے مرتبے پر فائز تھے، حفظ الحدیث اور علم الحدیث کی انتہاء آپ پر ہوئی۔ آپ شروع ہی سے شیوخِ حدیث سے چھان بین کر کے احادیث لیتے، محدّثین کے ہاں آپ کو اوّل درجہ حاصل تھا۔''

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۷

۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۸

۳۔ امام ابن ابی الفوارسؒ ہی نے حافظ ابن المظفرؒ کے بے مثل حافظے اور رغبتِ حدیث پر ایک روایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ابن المظفر سے حدیثِ باغندی کے متعلق پوچھا جو وہ ابنِ زید مرادی کے طریق سے عمرو بن عاصم عن شعبة عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آتي باب الجنة فأخذت الحلقة ..... الحدیث۔ (میں جنت کے دروازے کے پاس آکر اس کا کنڈا پکڑوں گا.....۔) ابنِ مظفر نے فرمایا: یہ حدیث میرے پاس نہیں۔ انہوں نے کہا: ہوسکتا ہے کہ آپ کے پاس ہو؟ آپ نے فرمایا:

لو كان عندي كنت أحفظه، عندي عن الباغندي مائة ألف حديث ليس عندي هذا الحديث عنه.(۱)

''اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔''

۴۔ حافظ ابو بکر احمدؒ بن محمد البرقانی (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفرؒ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتبت الدار قطني عن بن المظفر ألف حديث، وألف حديث، وألف حديث، فعدّد ذلك مرّات.(۲)

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۶
۲۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۸۱
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳
۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۷

''میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوایا۔''

۵۔ حافظ ابونعیمؒ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

**محمد بن مظفر حافظ، ثقة، مأمون.** (۱)

''محمد بن مظفر حافظ، ثقہ اور مامون ہیں۔''

۶۔ امام عتیقیؒ (متوفی ۴۴۱ھ) نے امام ابن المظفرؒ کی ثقاہت کے بارے میں فرمایا:

**کان ثقة، مأموناً، حسن الحفظ.** (۲)

''آپ ثقہ، مامون اور حسنِ حفظ جیسی صفات سے متصف تھے۔''

۷۔ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابن المظفرؒ کے بارے میں لکھا:

**کان حافظاً، فهماً، صادقاً، مکثراً.** (۳)

''آپ حافظِ حدیث، ذہین، صادق اور کثیر احادیث بیان کرنے والے تھے۔''

۸۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق کے مطابق: امام دارقطنیؒ نے امام ابن المظفرؒ کو ''ثقہ اور مامون'' جبکہ ابونعیمؒ اصبہانی نے انہیں ''حافظ اور مامون'' قرار دیا ہے۔ (۴)

---

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۹

۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳

(۴) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰

❁ امام ابو قاسم ازھری اور احمد بن محمد عتیقی کے مطابق امام محمد بن منظفر کا جمعہ کے دن ۹ ۳۷ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۱)

## ۱۳۔ مسند امام طلحہؒ بن محمد (متوفی ۳۸۰ھ)

امام ابو قاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاھد العدل المقرئ بغداد سے تعلق رکھنے والے محدّث تھے۔ امام تنوخی، ازھری اور عتیقی کے مطابق امام طلحہ بن محمد ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام طلحہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی ہے:

۱۔ عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی ۲۔ محمد بن عباس

۳۔ عبداللہ بن زیدان ۴۔ محمد بن حسین الاشنانی

۵۔ ابو قاسم بغوی ۶۔ ابو بکر بن ابوداؤد

۷۔ ابو اللیث فرائضی کے بھائی احمد بن قاسم

۸۔ ابوصخرہ شامی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام طلحہ بن محمد سے درج ذیل محدّثین نے روایت کیا ہے:

۱۔ فقیہ عمر بن ابراھیم ۲۔ ازھری

۳۔ ابو محمد الخلال ۴۔ عبد العزیز بن علی ازجی

۵۔ علی بن محسن تنوخی ۶۔ حسن بن علی جوھری رحمھم اللہ تعالی (۲)

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے امامِ اعظم کی ۱۷ مسانید میں سے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے، وہ یہی امام طلحہ کی تالیف کردہ ہے۔

---

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ یوسف بن عبد الرحمٰن ابن الجوزی، قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبد الرشید، ابو منصور عبد القادر بن ابو نصر قزوینی اور یوسف بن احمد سے بطریقِ مناولہ روایت کیا ہے۔ (۱)

۲۔ امام خوارزمیؒ نے خود مسند طلحہ کے تعارف میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

صنّف طلحة بن محمد المسند لأبي حنيفة على حروف المعجم، وهو المسند الثاني على ما ذكرناه في أوّل الكتاب. (۲)

’’طلحہ بن محمد نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے مسند ابی حنیفہ کو تصنیف کیا ہے، یہ وہی دوسری مسند ہے جس کا ہم کتاب کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔‘‘

۳۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابوحفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳)

۴۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ’’کشف الظنون‘‘ میں امام ابو قاسم طلحہؒ بن محمد کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

۵۔ امام سبکیؒ نے اپنی مشہور تصنیف ’’شفاء السقام‘‘ میں ایک حدیث کے تحت مسند طلحہ بن محمد کا حوالہ درج کیا ہے۔ (۵)

ائمہ کرام کے مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام طلحہ بن محمد نے

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۰
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۳
(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰
(۵) سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام

مسند ابی حنیفہ کو تالیف کیا۔

## امام طلحہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۷۹ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

**كان من قدماء أصحاب ابن مجاهد.** (۱)

''امام طلحہ کا شمار ابنِ مجاہد کے صفِ اوّل کے شاگردوں میں ہوتا تھا۔''

۲۔ امام خوارزمیؒ (متوفی ۶۶۵ھ) نے امام طلحہؒ کی ثقاہت پر یوں اظہار کیا ہے:

**كان مقدم العدول والثقات الاثبات في زمانه.** (۲)

''آپ اپنے زمانہ کے عدول، ثقات اور پختہ محدّثین میں سب سے مقدم تھے۔''

۳۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام طلحہؒ کے بارے میں لکھا ہے:

**مشهور في زمن الدار قطني صحيح السماع.** (۳)

''امام دارقطنی کے زمانے میں آپ صحیح السماع مشہور تھے۔''

امام ازہری اور عتیقی کے مطابق امام طلحہ بن محمد کا شوال ۳۸۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۴)

www.MinhajBooks.com

(۱) ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوك والأمم، ۷: ۱۵۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷

(۳) ذهبی، میزان الاعتدال، ۸: ۱۲۸

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

## ۱۴۔ مسند امام محمدؒ بن ابراہیم مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان اَصبہان کے ممتاز حافظِ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلبِ حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔ ابن المقری کے لقب سے معروف ہیں۔ ''المعجم الکبیر'' اور ''اربعین احادیث'' کے مصنف ہیں۔ ان کی ولادت ۲۸۵ھ میں ہوئی اور ۳۰۰ھ کے اوائل میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ امام ابن المقری کے کثیر شیوخِ حدیث ہیں جن میں نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد بن نصیر بن بن ابان مدینی ۲۔ محمد بن علی فرقدی

۳۔ ابراہیم بن محمد ابنِ متویہ ۴۔ عمر بن ابی غیلان

۵۔ ابو بکر باغندی ۶۔ حافظ ابو یعلی احمد بن علی موصلی

۷۔ محمد بن حسن بن قتیبہ ۸۔ احمد بن یحییٰ بن زہیر

۹۔ جعفر بن احمد بن سنان ۱۰۔ امام ابو جعفر طحاوی اور دیگر ائمہ۔

امام ابن المقری سے حدیث کا سماع کرنے والوں میں درج ذیل محدّثین ہیں:

۱۔ حافظ ابو اسحاق بن حمزہ ۲۔ ابو الشیخ بن حیان

۳۔ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ ۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی

۵۔ مؤرّخ حمزہ بن یوسف سہمی ۶۔ ابو الحسن محمد بن عبد الواحد

۷۔ محمد بن عمر البقال ۸۔ ابو زید محمد بن سلامہ

۹۔ طاہر بن محمد بن احمد بن مندہ ۱۰۔ ابو الطیب عبد الرزاق

۱۱۔ ابو طاہر بن عبد الرحیم اور دیگر محدّثین رحمہم اللہ تعالی۔ (۱)

۱۔ امام ابنِ نقطہ حنبلیؒ کہتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۳۹۸۔ ۴۰۰

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۳۔ ۹۷۴

جمع مسند أبي حنيفة.(۱)

''آپ نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا ہے۔''

۲۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابن المقریؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

قد صنّف مسند أبي حنيفة.(۲)

''آپ نے مسند ابی حنیفہ تصنیف کی ہے۔''

۳۔ امام ذہبیؒ نے ہی حافظ ابو الفتوح ناصرؒ بن محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

أن ناصرًا سمع مسند أبي حنيفة لإبن المقري من إسماعيل بن الأخشيذ.(۳)

''یقیناً ناصر نے ابن المقری کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اخشیذ سے سماع کیا تھا۔''

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ مسانیدِ امامِ اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكذلك خرّج المرفوع منه الحافظ أبو بكر بن المقري، وتصنيفه أصغر من تصنيف الحارثي.(۴)

''اسی طرح حافظ ابو بکر بن المقری نے امام ابو حنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔''

۵۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے اپنی کتاب ''تلخيص الحبير (۲: ۲۴۰)'' میں ایک حدیث

(۱) ابن نقطه، التقييد: ۲۷

(۲) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۳

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۱: ۳۰۷

(۴) عسقلانی، تعجيل المنفعة: ۶

کے ذیل میں مسند ابن المقری کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔

۶۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے شیوخ قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور حافظ ابو الفضل بن ابی بکر کے طریق سے مسند ابن المقری کی تخریج کی ہے۔(۱)

## امام ابن المقریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن المقریؒ بنفسِ نفیس اپنے طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طفت الشرق والغرب أربع مرّات. (۲)

''میں نے (علمِ حدیث کی خاطر) چار مرتبہ شرق تا غرب سفر کیا۔''

۲۔ حافظ ابن المقریؒ ہی اپنے اَسفار کے متعلق کہتے ہیں:

دخلت بيت المقدس عشر مرّات، وحججت أربع حجّات، وأقمت بمكة خمسة وعشرين شهراً. (۳)

''میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی ہے، چار حج کیے ہیں اور ۲۵ مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا ہے۔''

۳۔ امام ابنِ مردویہؒ (متوفی ۴۱۰ھ) امام ابن المقریؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

---

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳۔ ۳۳۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۰
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۱
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰
۳۔ أیضاً، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

ثقة، مأمون، صاحب أصول.(۱)

’’آپ ثقہ، مامون اور صاحبِ اصول ہیں۔‘‘

۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرتِ حدیث پر فرماتے ہیں:

محدّث كبير، ثقة، أمين، صاحب مسانيد وأصول، سمع بالعراق والشام ومصر ما لا يحصى كثرةً.(۲)

’’آپ محدّثِ کبیر، ثقہ، امین، صاحبِ مسانید اور اصول ہیں۔ آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔‘‘

امام ابن المقری کا ماہِ شوال میں ۳۸۱ھ میں ۹۶ سال کی عمر میں وصال ہوا رحمة اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۳)

## ۱۵۔ مسند امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ آپ علم کے روشن مینار اور

(۱) ۱۔ ابن نقطه، التقييد: ۲۷

۲۔ أيضًا، تكملة الإكمال، ۳: ۷۰

۳۔ ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

(۲) ۱۔ أبو نعيم أصبهاني، تاريخ أصبهان، ۲: ۲۶۸

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۱: ۲۲۲

۳۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۲

اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں۔ آپ کی تصنیف ''السنن'' کتبِ حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالقاسم بغوی ۲۔ یحییٰ بن محمد بن صاعد

۳۔ ابنِ ابوداؤد سجستانی ۴۔ ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی

۵۔ قاضی بدر بن ہیثم ۶۔ احمد بن اسحاق بن بہلول

۷۔ احمد بن قاسم فرائضی ۸۔ محمد بن قاسم محاربی

۹۔ علی بن عبداللہ بن مبشر اور دیگر ائمہِ حدیث۔

امام دارقطنی سے درج ذیل محدّثینِ عظام نے روایت کیا ہے:

۱۔ حافظ ابوعبداللہ حاکم ۲۔ حافظ ابوبکر برقانی

۳۔ حمزہ بن محمد بن طاہر ۴۔ ابوحامد اسفرائینی

۵۔ تمام رازی ۶۔ حافظ عبدالغنی ازدی

۷۔ حافظ ابونعیم اصبہانی ۸۔ ابومحمد خلال

۹۔ ابوالقاسم بن محسن ۱۰۔ قاضی ابوالطیب طبری

۱۱۔ حمزہ بن یوسف سہمی اور دیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حافظ صاحب کئی گرانقدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ''السنن''، ''العلل الواردة في الأحاديث النبوية'' اور ''المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال'' جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی نے ہی امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

۱۔ محدّثِ شام علامہ محمدؒ زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

**كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للدار قطني.** (۱)

''خطیب بغدادی جس وقت بذاتِ خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔''

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادیؒ جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، اَمالی اور منثور وغیرہا پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی نے مرتب کی تھی جس کا نام ''تسمية ما ورد به الخطيب دمشق من الكتب من روايته'' رکھا گیا۔ اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جس میں خود خطیب بغدادی کی ۶۴ تصانیف ہیں۔ اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ (۱۲۶) الورقات ۱۲۶-۱۳۲ موجود ہے۔ (۲)

حافظ خطیب بغدادیؒ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ''الحافظ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث''، مطبوع دار القرآن الکریم، بیروت، ۱۴۰۱ھ، کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔ (۳)

۲۔ امام دارقطنیؒ کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ''السنن'' میں تقریباً ۳۰ اَحادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

---

(۱) زاهد الكوثري، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

(2) http://vb.arabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26

(3) docs.ksu.edu.sa/DOC/Articles44/Article440033.doc

## حافظ دارقطنیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

اکابر ائمہ حدیث اور اعاظم محدّثین نے امام دارقطنی کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔

۱۔ صاحب المستدرک امام حاکمؒ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدار قطني أوحد عصره في الحفظ والفهم والورع، وإماماً في القراء والنحويين، وأقمت في سنة سبع وستين (وثلاث مائة) ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل والشيوخ، وله مصنّفات يطول ذكرها، فأشهد أنّه لم يخلف على أديم الأرض مثله.(۱)

’’دارقطنی حفظ، فہم اور وَرع میں فرید الدہر تھے، آپ قُراء اور نُحاۃ کے امام تھے۔ میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا۔ میں نے ان سے عللِ حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سوالات کیے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔‘‘

۲۔ حافظ عبدالغنیؒ بن سعید اَزدی (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً على حديث رسول اللهﷺ ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلي بن عمر

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۹۱، ۹۹۲

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۴۳: ۹۶ (الفاظ مختلف ہیں)

الدارقطني في وقته.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسیٰ بن ہارون اپنے دور میں اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔‘‘

۳۔ امام ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمیؒ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدارقطني لم يخلف على أديم الأرض مثله في معرفة حديث رسول الله ﷺ وكذلك الصحابة والتابعين وأتباعهم.(۲)

’’میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیثِ رسول اللہ ﷺ اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔‘‘

۴۔ قاضی ابو الطیب طاہرؒ بن عبداللہ طبری (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدارقطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظاً ورد بغداد إلّا مضى إليه وسلّم له.(۳)

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶
۲۔ ابن ماکولا، الإکمال، ۳: ۲۷
۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۱۰۱
۴۔ ابن نقطه، التقیید: ۴۱۱
(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۵۷
(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۱۰۱

’’دارقطنی امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ میں نے کوئی حافظِ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔‘‘

۵۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)، امام دارقطنیؒ کے علمی مقام پر رطب اللساں ہیں:

**كان فريد عصره، وقريع دهره، ونسيج وحده، وإمام وقته، انتهى إليه علم الأثر والمعرفة بعلل الحديث وأسماء الرجال وأحوال الرجال، مع الصدق والأمانة والفقه والعدالة وقبول الشهادة وصحّة الاعتقاد، وسلامة المذهب، والاضطلاع بعلوم سوى علم الحديث.** (۱)

’’آپ یکتائے روزگار، سردارِ زمانہ، اپنی مثال آپ اور اپنے وقت کے امام تھے۔ حدیث، عللِ حدیث اور اسماء الرجال و احوال الرجال کی آپ پر انتہا تھی۔ صدق، امانت، ثقاہت، تفقہ، عدالت، قبولِ شہادت، صحتِ اعتقاد اور سلامتِ مذہب جیسی صفات سے متصف تھے نیز حدیث کے علاوہ دیگر کثیر علوم کی بھی وافر معلومات رکھتے تھے۔‘‘

❁ عبد العزیز بن علی الأزجی، احمد بن محمد عتیقی اور محمد بن ابی الفوارس کے مطابق حافظ دارقطنی ذوالقعدہ ۳۸۵ھ میں واصلِ بحق ہو گئے۔ رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۲)

## ۱۶۔ مسند امام ابنِ شاہینؒ (متوفی ۳۸۵ھ)

حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف ابنِ شاہین عراق کے بلند

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۹

پایہ محدّث ہیں۔ ان کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی اور انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے درج ذیل اکابر ائمہ کے طبقہ سے علمِ حدیث حاصل کیا:

۱۔ محمد بن محمد بن باغندی ۲۔ محمد بن ہارون بن المجدر

۳۔ ابوخبیب عباس بن برتی ۴۔ شعیب بن محمد ذارع

۵۔ ابو القاسم بغوی ۶۔ ابو علی محمد بن سلیمان مالکی و دیگر ائمہ

امام ابنِ شاہین سے درج ذیل محدّثین وعلماء نے استفادہ کیا:

۱۔ ابوسعد مالینی ۲۔ ابوبکر برقانی

۳۔ ابو القاسم تنوخی ۴۔ ابو محمد خلال

۵۔ ابو محمد جوہری ۶۔ ابو الحسین بن مہتدی

اور دیگر علماء عظام رحمهم الله تعالی (۱)

۱۔ امام ابنِ شاہینؒ بنفسِ نفیس اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

''میں نے ۳۳۰ کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جُزء، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء، تاریخ ڈیڑھ سو جزء اور زہد ایک سو اجزاء پر مشتمل ہے۔''(۲)

۲۔ امام ابنِ شاہینؒ کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق کہتے ہیں:

حسبت ما اشتريت به الحبر إلى هذا الوقت فكان سبعمائة

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۸۷۔ ۹۸۸

۲۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۳۹۲۔ ۳۹۳

(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۴۳: ۵۳۶

۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲

درهم، قال الداودي: وكنا نشترى الحبر أربعة أرطال بدرهم.(۱)

''میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں۔ داؤدی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار اَرطال (دو سَیر) سیاہی خریدتے تھے۔''

امام ابنِ شاہینؒ کثیر کتب کے مصنف تھے۔ ان کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسند کو جمع کیا۔ حافظ خطیب بغدادی جس وقت بغداد سے دمشق گئے تو ان کے پاس امام ابنِ شاہین کی مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔ اس تحقیق کو علامہ محمد زاہد الکوثری نے درج کیا ہے۔(۲)

## امام ابنِ شاہینؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ ماکولاؒ (متوفی ۴۷۵ھ) ان کے بارے فرماتے ہیں:

ثقة مأمون، سمع بالشام وفارس والبصرة، جمع الأبواب والتراجم، وصنّف شيئًا كثيرًا.(۳)

''ثقہ مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے مسائل و احکام اور علماء کے تراجم جمع کیے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔''

۲۔ امام ابو الفتح محمدؒ بن احمد بن ابی الفوارس فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۵۳۶
(۲) زاهد الكوثري، تأنيب الخطيب: ۱۵۶
(۳) ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۸۸

ثقة مأمون، صنّف ما لم يصنّفه أحد.(۱)

’’آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔‘‘

۳۔ امام ابو الولید باجیؒ، امام ابو القاسم ازھریؒ، امام دارقطنیؒ، محمدؒ بن عمر داؤدی اور حافظ خطیب بغدادیؒ نے امام ابنِ شاہینؒ کو ’’ثقہ‘‘ قرار دیا ہے۔(۲)

❁ حافظ ابونعیم اصبہانی اور عبدالعزیز بن علی ازجی کے مطابق امام ابنِ شاہین کا ماہ ذوالحجہ ۳۸۵ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۳)

## ۱۷۔ مسند امام ابنِ مندہؒ (متوفی ۳۹۵ھ)

حافظ ابوعبد اللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ محدّثِ عصر و اِسلام ہیں۔ آپ اصبہان کے رہنے والے بے مثل حافظِ حدیث ہیں۔ آپ نے چہار دانگِ عالم سفر کر کے ہر خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی ہے۔ آپ کا سنِ ولادت ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ھ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

حافظ ابنِ مندہ نے پوری دنیا سے ۱۷۰۰ شیوخ سے اکتسابِ علم کر کے اپنے دامن کو علم الحدیث سے بھرا۔ آپ کے چند اکابر شیوخِ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے والد ابو یعقوب اسحاق ۲۔ عبدالرحمٰن بن یحییٰ

۳۔ ابوعلی حسن بن محمد ابنِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۴۔ عبد اللہ بن ابراہیم مقری

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۳۹۳ (ابو الفتح کا نام نہیں لیا۔)

(۲) ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۴۳: ۵۳۶، ۵۳۷

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲، ۴۳۳

(۳) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷

۵۔ محمد بن حسین قطّان
۶۔ عبداللہ بن یعقوب کرمانی
۷۔ ابوسعید بن اعرابی
۸۔ جعفر بن محمد بن موسیٰ
۹۔ احمد بن زکریا مقدسی
۱۰۔ ابوعلی محمد بن احمد المیدانی
۱۱۔ ہیثم بن کلیب شاشی
۱۲۔ اسماعیل صفّار
۱۳۔ احمد بن عمرو مدینی
۱۴۔ حافظ ابوحاتم بن حبان
۱۵۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری
۱۶۔ ابو اسحاق بن حمزہ اور دیگر

ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام ابنِ مندہ کو اجل حافظِ حدیث عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، ابو العباس بن عقدہ اور دیگر ائمہ سے بھی اجازتِ حدیث حاصل ہے۔

امام الجرح و التعدیل حافظ ذہبیؒ کو امام ابنِ مندہؒ کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھنا پڑا:

**ولم أعلم أحدًا كان أوسع رحله منه، ولا أكثر حديثًا منه مع الحفظ والثقة، فبلغنا أن عدّة شيوخه ألف و سبع مائة شيخ.** (۱)

''میں کوئی ایک ایسا محدّث نہیں جانتا جو حفظ و ثقاہت کے ساتھ ساتھ ان سے زیادہ سفر کرنے والا اور ان سے بڑھ کر احادیث روایت کرنے والا ہو، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔''

حافظ ابنِ مندہ سے علمِ حدیث حاصل کرنے والے بھی بے شمار ہیں جن میں سے چند نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کے استاذ ابو الشیخ عبد اللہ بن محمد ابنِ حیان اَصبہانی

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۰

۲۔ ابو بکر بن مقری ۳۔ حافظ ابوعبد اللہ حاکم نیشاپوری

۴۔ ابوعبد اللہ غنجار ۵۔ تمام بن محمد رازی

۶۔ حمزہ بن یوسف سہمی ۷۔ حافظ ابونعیم اَصبہانی

۸۔ احمد بن فضل باطرقانی ۹۔ ابوالفضل عبدالرحمٰن رازی

۱۰۔ ابوالمظفر عبد اللہ بن شبیب ۱۱۔ ابوالطیب احمد بن محمد التاجر

۱۲۔ عبد الرزاق بن محمد سلہب اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالی(۱)

۱۔ حافظ ابنِ مندہؒ حد سے زیادہ تصانیف کے مصنف تھے۔ حافظ ذہبیؒ کی زبانی ان کی کثیر تصانیف کا حال سنیے:

**ولما رجع من الرحلة الطويلة، كانت كتبه عدّة أحمال حتى قيل إنها كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أنّ أحدًا من هذه الأمّة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرحالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف.(۲)**

’’جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے حتی کہ کہا گیا ہے کہ وہ ۴۰ اونٹ تھے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا۔ کثرتِ اَسفار آپ پر ختم ہے نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرتِ تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۲۸۔ ۳۱

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۳

(۲) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۲

احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔‘‘

۲۔ امام ابنِ مندہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں ان میں مسند ابی حنیفہ بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانیدِ ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی مسند ابی حنیفہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے بقول مسند ابنِ مندہ کا یہ مخطوط باتافیا جکارتا میں حدیث کے باب میں ج ۱، رقم: ۲۷۶ کے عنوان سے محفوظ ہے۔ اس لائبریری کا برلن لائبریری سے ۱۹۲۹ء میں بمطابق ۸۴ نمبر الحاق ہو چکا ہے۔(۱)

۳۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ امام ابومحمد عبد اللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ) کی مسند ابو حنیفہ کو بھی حافظ ابنِ مندہ نے روایت کیا ہے۔ مسند حارثی ہمارے فریدِ ملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں موجود ہے جس میں پہلی حدیث ہی امام ابنِ مندہ نے حارثی کے طریق سے امام ابو حنیفہ سے ہوتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔(۲)

## امام ابنِ مندہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ مندہؒ بذاتِ خود اپنے طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طفت الشرق و الغرب مرّتين.(۳)

’’میں نے حصولِ علم کے لئے شرق تا غرب دو مرتبہ چکر لگایا۔‘‘

۲۔ حافظ ابوعلی حسینؒ بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) فرماتے ہیں:

(۱) فواد سيزگين، تاريخ التراث العربی، ۳: ۴۲

(۲) حارثی، مسند أبي حنيفة: ۱۹، رقم: ۱

(۳) ۱۔ ابن نقطه، التقييد: ۴۰

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴

۳۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۳۷۵

بنو مندة أعلام الحفاظ في الدنيا قديمًا وحديثًا، ألا ترون إلى قريحة أبي عبد الله.(۱)

''مندہ کے بیٹے پہلے بھی اور موجودہ بھی دنیا میں چوٹی کے حفاظِ حدیث ہیں، کیا تمہیں ابوعبد اللہ کے (حدیث میں) ملکہ راسخہ کا علم نہیں ہے۔''

۳۔ حافظ ابواسحاقؒ بن حمزہ (متوفی ۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

ما رأيت مثل أبي عبد الله بن منده.(۲)

''میں نے ابوعبداللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

۴۔ حافظ ابونعیمؒ اصبہانی (م ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابنِ مندہ کا ذکر ہوتا تو وہ فرماتے:

كان جبلاً من الجبال.(۳)

''آپ علم کا پہاڑ تھے۔''

۵۔ امام جعفرؒ بن محمد المستغفری (متوفی ۴۳۲ھ) کہتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۲
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳
۳۔ عسقلانی، لسانِ الميزان، ۵: ۷۱

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴
۲۔ عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۷۱

(۳) ۱۔ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۲
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳
۳۔ عسقلانی، لسانِ الميزان، ۵: ۷۱

ما رأيت أحدًا أحفظ من أبي عبد الله بن منده.(۱)

''میں نے ابوعبداللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔''

۶۔ حافظ ابوبکرؒ باطرقانی اَصبہانی (متوفی ۴۶۰ھ) امام ابنِ مندہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے:

حدثنا أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مندة العبدي، إمام الأئمة في الحديث، لقاه الله رضوانه وأسكنه جنانه.(۲)

''ہم سے امام الائمۃ فی الحدیث ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ العبدی نے حدیث بیان کی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا عطا کرے اور اپنی جنتوں سے نوازے۔''

۷۔ امام سعدؒ بن علی زنجانی (متوفی ۴۷۱ھ) سے امام دارقطنی، حافظ ابنِ مندہ، حافظ حاکم اور حافظ عبد الغنی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

أما الدارقطني فأعلمهم بعلل الحديث، وأما ابن مندة فأكثرهم رواية مع المعرفة التامة، وأما الحاكم فأحسنهم تصنيفاً، وأما عبدالغني فأعرفهم بالأنساب.(۳)

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۵

۲۔ عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۷۱

۳۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۴۰۹

(۲) ۱۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۱

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۲

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۶

’’دارقطنی علل حدیث کو ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ابنِ مندہ کامل معرفت کے ساتھ کثرت سے احادیث روایت کرنے والے ہیں، حاکم ان میں سے بہترین مصنف ہیں اور عبد الغنی ان میں سب سے زیادہ علم الأنساب کے عارف ہیں۔‘‘

❁ حافظ ابونعیم اصبہانی اور دیگر ائمہ کے مطابق امام ابنِ مندہ کا ذو القعدہ ۳۹۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۱)

## ۱۸۔ مسند امام ابونعیمؒ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

مشہور کتب ’’المستخرج علی الصحیحین، دلائل النبوۃ اور حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء کے مصنف امام ابونعیم اصبہانی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیثِ مبارکہ کو اپنی مسند میں جمع کیا۔ شیخ الاسلام امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق مہرانی اَصبہان سے تعلق رکھنے والے ثقہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے محدّثین کی کثیر تعداد سے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن جعفر ۲۔ قاضی ابو احمد العسال

۳۔ عبد اللہ بن حسن بن بندار مدینی ۴۔ حسن بن سعید بن جعفر عبادانی

۵۔ محمد بن معمر ذھلی ۶۔ محمد بن عمر الجعابی

۷۔ احمد بن یوسف نصیبی ۸۔ مخلد بن جعفر دقیقی

۹۔ حبیب بن حسن قزاز ۱۰۔ فاروق بن عبد الکبیر خطابی

۱۱۔ محمد بن علی بن مسلم عامری ۱۲۔ ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ طلحی۔

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۸

امام ابو نعیم اَصبہانی سے روایت کرنے والے ائمہِ حدیث بھی بے شمار ہیں جن میں سے بعض نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ ابوبکر بن ابوعلی ہمذانی ۲۔ ابوبکر خطیب بغدادی

۳۔ ابوبکر محمد بن ابراہیم مستملی ۴۔ حافظ سلیمان بن ابراہیم

۵۔ ھبۃ اللہ بن محمد شیرازی ۶۔ یوسف بن حسن تفکری

۷۔ ابوسعد محمد بن محمد مطرز ۸۔ محمد بن عبد اللہ الاَدمی

۹۔ ابو الفضائل محمد بن احمد ۱۰۔ محمد بن عبد اللہ بن مندویہ شروطی

۱۱۔ ابو طالب احمد بن فضل شعیری ۱۲۔ بندار بن محمد خلقانی

۱۳۔ ابو العلاء حسین بن عبید اللہ ۱۴۔ صالح ابن عبد الواحد البقال

۱۵۔ ابومحمد عبید اللہ بن الخصیب حلاوی رحمھم اللہ تعالی (۱)

۱۔ امام ابو المؤید محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کو روایت کیا ہے۔ امام خوارزمی نے جن چار شیوخ سے مسند ابی نعیم کو نقل کیا ہے وہ یہ ہیں: ابوعبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر، قاضی القضاۃ شھاب الدین ابوعلی حسن بن عبد القاھر شھروزی، ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر اور ابو اسحاق نجیب الدین ابراھیم بن خلیل بن عبد اللہ۔ (۲)

۲۔ صاحب السیر ۃ الشامیۃ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی القضاۃ ابو الفتح جمال الدین ابراھیم بن ابو الفتح قلقشندی کے طریق سے

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۴-۴۵۷

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲

متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم اصبہانی کا ذکر کیا ہے۔(۱)

۳۔ حافظِ حدیث شمس الدینؒ ابنِ طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے ''الفهرست الأوسط'' میں اپنی سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

۴۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسانیدِ امام اعظم کا ذکر کرتے ہوئے ''مسند أبی نعیم'' کو بھی بیان کیا ہے۔(۳)

۵۔ علامہ سید محمدؒ مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ''عقود الجواهر المنيفة'' کے مقدمہ میں امام ابونعیم کی مسند ابی حنیفہ کو شمار کیا ہے۔(۴)

## امام ابونعیمؒ اَصبہانی کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی کا علم الحدیث میں بہت بلند مقام تھا جس پر ائمہ کرام کے درج ذیل اقوال گواہ ہیں۔

۱۔ امام ابونعیم اَصبہانیؒ کے شاگرد خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے علمی مقام پر فرماتے ہیں:

لم أر أحدًا أطلق عليه اسم الحفظ غير رجلين: أبو نعيم الأصبهاني وأبو حازم العبدوي.(۵)

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

(۲) زاهد الكوثری، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

(۳) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۶

(۵) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۷

۲۔ ابن نقطه، تكملة الإكمال، ۳: ۳۳۴

’’سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظِ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دو شخص ابونعیم اصبھانی اور ابوحازم عبدوی ہیں۔‘‘

۲۔ امام احمدؒ بن محمد بن مردویہ آپ کے علمی مقام پر تبصرہ کرتے ہیں:

**كان أبو نعيم في وقته مرحولاً إليه، ولم يكن في أفق من الآفاق أسند ولا أحفظ منه، كان حفاظ الدنيا قد اجتمعوا عنده.** (۱)

’’ابونعیم اپنے دور میں محدّثین کے لئے مرجع تھے، اُس وقت روئے زمین پر کوئی بھی ان جیسی سند بیان کرنے والا اور حافظِ حدیث نہ تھا، پوری دنیا کے حفاظِ حدیث (طلبِ حدیث کیلئے) ان کے پاس اکٹھے ہوتے۔‘‘

۳۔ امام حمزہؒ بن عباس علوی (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدّثین کی زبانی امام ابونعیم کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ کریں:

**كان أصحاب الحديث يقولون: بقي أبو نعيم أربع عشرة سنةً بلا نظير، لا يوجد شرقاً ولا غرباً أعلى منه إسنادًا ولا أحفظ منه، وكانوا يقولون: لما صنّف كتاب الحلية حمل الكتاب إلى نيسابور حال حياته، فاشتروه بأربع مئة دينار.** (۲)

’’محدّثین کہتے تھے: ابونعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظِ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا۔ محدّثین یہ

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۹
۲۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۲۳
(۲) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۹
۲۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۲۱
۳۔ صفدی، الوافی بالوفيات، ۷: ۵۳

بھی کہتے تھے: جس وقت ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیة الأولیاء'' کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے تو ائمہ نے چار سو دینار سے اس کتاب کو خریدا۔'' (جو آج کے حساب سے لاکھوں روپے بنتے ہیں۔)

۴۔ امام ابو طاہر احمدؒ بن محمد (متوفی ۵۷۶ھ) آپ کی کتاب ''حلیة الأولیاء'' کے بارے میں رقمطراز ہیں:

**لم یصنّف مثل کتابه حلیة الأولیاء.** (۱)

''ابونعیم کی کتاب ''حلیة الأولیاء'' جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔''

۵۔ امام ابن النجارؒ (متوفی ۶۴۳ھ) نے امام ابونعیمؒ کے مقامِ حدیث پر فرمایا:

**هو تاج المحدّثین، وأحد أعلام الدین.** (۲)

''آپ محدّثین کے تاج ہیں اور دین کی عظیم علامت ہیں۔''

۶۔ امام ابنِ خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) آپ کی شانِ علمی میں رطب اللساں ہیں:

**الحافظ المشهور، صاحب کتاب حلیة الأولیاء، کان من الأعلام المحدّثین وأکابر الحفاظ الثقات، أخذ عن الأفاضل وأخذوا عنه.** (۳)

''امام ابونعیم مشہور حافظِ حدیث اور ''حلیة الأولیاء'' کے مصنف ہیں، آپ کا

---

(۱) ۱۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۸
۲۔ سبکی، طبقات الشافعیة الکبری، ۴: ۲۱

(۲) ۱۔ سبکی، طبقات الشافعیة الکبری، ۴: ۲۱
۲۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۳: ۲۴۵

(۳) ابن خلکان، وفیات الأعیان وأنباء الزمان، ۱: ۹۱

شمار نامور محدّثین اور اکابر ثقہ حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔ آپ نے جلیل القدر ائمہ سے حدیث حاصل کی اور انہوں نے آپ سے حاصل کی۔‘‘

۷۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابو نعیم اصبہانی کو کبیر حافظِ حدیث اور محدّثِ عصر شمار کیا ہے۔(۱)

امام ابو نعیم اَصبہانی کو ائمہ کرام نے تاج المحدّثین، کبیر حافظِ حدیث، محدّثِ عصر اور بے مثل محدّث جیسے عالی قدر اَلقاب سے نوازا ہے۔ یہ سارے اَلقاب علم الحدیث میں آپ کی عظمت و رفعت کو اجاگر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کثیر شیوخ سے آپ نے روایتِ حدیث کی اور لا تعداد محدّثین نے آپ سے نسبتِ تلمّذ کا رشتہ باندھا۔ اتنے بلند و بالا رتبے پر فائز ہو کر بھی امام ابو نعیم نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مرتبۂ علم الحدیث کو تسلیم کرتے ہوئے اُن سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا جس کا تذکرہ امام خوارزمی سے لے کر سید محمد مرتضٰی الزبیدی نے اپنی کتب میں کیا ہے۔ لہٰذا صاحبِ مسند امام ابو نعیم اور بذاتِ خود مسند ابی نعیم کو مسانید میں اہم مقام حاصل ہے۔

❁ امام ابنِ نقطہ حنبلی اور امام ذہبی کے مطابق امام ابو نعیم کا بروز پیر ۲۰ محرم الحرام کو ۴۳۰ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۲)

## ۱۹۔ مسند امام احمدؒ بن محمد کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)

امام احمد بن محمد بن خالد خلی کلاعی مقریٔ نے بھی امامِ اعظم کی مسند کو روایت کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے۔ قرطبہ سے تعلق رکھنے والے عظیم محدّث ہیں۔ مظفر عبد الملک ابنِ ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ امام ابو عمر احمد کلاعی نے کثیر

(۱) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۹۲

(۲) ۱۔ ابن نقطه، تكملة الإكمال، ۳: ۳۳۴

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۶۲

محدّثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالمطرف قنازعی ۲۔ قاضی یونس بن عبد اللہ

۳۔ ابومحمد بن بنوش ۴۔ مکی بن ابی طالب مقرئ

۵۔ ابوعلی حداد ۶۔ ابوعبداللہ ابنِ عابد

۷۔ ابوالقاسم خزرجی ۸۔ ابوالمطرف بن جرج

۹۔ ابومحمد بن شقاق ۱۰۔ ابنِ نبات اور دیگر ائمہ (۱)

امام کلاعیؒ کے مسند امامِ اعظم کو جمع کرنے پر درج ذیل ائمہ کی تصریحات ہیں:

۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے چار شیوخ عبد اللطیف بن عبد المنعم حرانی، شرف الدین ابوعبد اللہ محمد بن محمد بن محمد بن عبد الوھاب، ابوالمنصور عبد القادر بن ابی نصر قزوینی اور یوسف بن احمد ابن ابی الحسن کے متصل طرق سے امام احمد کلاعی کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی اور ابوحفص عمر بن حسن بن عمر نووی کے متصل طرق سے امام ابوبکر احمد خلی کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳)

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی امام احمدؒ کلاعی کی مسند امامِ اعظم کا نام درج کیا ہے۔ (۴)

## امام احمدؒ کلاعی کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابنِ بشکوالؒ وہ فردِ واحد ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''الصلۃ'' میں امام

(۱) ابن بشکوال، الصلۃ: ۱۶

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۴

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸

(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

کلاعی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

**كان مقرئاً، فاضلاً، ورعًا، عالمًا بالقراءات ووجوهها ضابطاً لها. وألّف كتبًا كثيرة في معناها.** (۱)

''آپ معلمِ قرآن، فاضل، وارع، فنِ قراءات اور ان کی وجوہ کے عالم تھے اور ان کو ضبط کرنے والے تھے۔ آپ نے قراءت کے معانی و مفاہم پر کئی کتب تصنیف کیں۔''

❁ امام ابوعمر احمد کلاعی نے ہفتہ کے دن بوقتِ زوال ۱۰ ذو القعدہ ۴۳۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

## ۲۰۔ مسند امام ابوالحسن ماوردیؒ (متوفی ۴۵۰ھ)

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی بصرہ سے تعلق رکھنے والے اقضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہیں۔ ان کی ولادت ۳۶۴ھ میں ہوئی۔

قاضی ماوردی نے درج ذیل ائمہ سے علمِ حدیث حاصل کیا:

۱۔ حسن بن علی بن محمد الجبلی ۲۔ محمد بن معلی ازدی

۳۔ محمد بن عدی بن زحر المنقری ۴۔ جعفر بن محمد بن فضل بغدادی

جبکہ امام ماوردی سے حافظ خطیب بغدادی اور ابو الفضل ابنِ خیرون نے علمِ حدیث سمیٹا رحمہم اللہ تعالی۔ (۳)

(۱) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶

(۲) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۶۴

۱۔ قاضی ابو اسحاق شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ)، امام ماوردیؒ کی کتب کے متعلق فرماتے ہیں:

وله مصنَّفات كثيرة في الفقه والتفسير وأصول الفقه والأدب، وكان حافظًا للمذهب.(۱)

''ان کی فقہ، تفسیر، اصولِ فقہ اور ادب میں کثیر تصانیف تھیں اور وہ مذہبِ شافعی کے حافظ تھے۔''

۲۔ امام ابنِ خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) کے مطابق امام ماوردی کی یہ تصانیف تھیں: الحاوی، تفسیرِ قرآن النكت والعيون، أدب الدنيا والدين، الأحكام السلطانية، قانون الوزارة وسياسة الملك اور الإقناع في المذهب وغیرہ۔(۲)

۳۔ امام ماوردیؒ کی کتبِ کثیرہ میں سے ایک تالیف مسند ابی حنیفہ بھی ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' میں کیا ہے۔ انہوں نے امامِ اعظم سے مروی پندرہویں مسند ماوردی کی ذکر کی ہے۔(۳)

## امام ماوردیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)، امام ماوردیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من وجوه الفقهاء الشافعين، وله تصانيف عدّة في أصول الفقه وفروعه وفي غير ذلك، وجعل إليه ولاية القضاء ببلدان كثيرة.(۴)

(۱) ابو اسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء: ۱۳۸

(۲) ابن خلكان، وفيات الأعيان، ۳: ۲۸۲

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

’’آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصولِ فقہ، اس کے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں میں قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔‘‘

۲۔ حافظ خطیب بغدادیؒ ہی مزید لکھتے ہیں:

**كتبت عنه وكان ثقة.** (۱)

’’میں نے ان سے علمِ حدیث لکھا ہے اور وہ ثقہ تھے۔‘‘

۳۔ حافظ ابوالفضلؒ بن خیرون (۴۸۸ھ) بھی مذکورہ جملہ کہنے کے بعد فرماتے ہیں:

**كان أحد الأئمة، له التصانيف الحسان في كل فن من العلم.** (۲)

’’آپ امام تھے، علم کے ہر فن میں آپ کی قابلِ قدر تصانیف ہیں۔‘‘

۴۔ علامہ صلاح الدین الصفدیؒ (متوفی ۷۶۴ھ) لکھتے ہیں:

**كان عظيم القدر، متقدمًا عند السلطان.** (۳)

’’آپ بلند و بالا رتبہ کے مالک تھے، بادشاہِ وقت کے قریبی ساتھی تھے۔‘‘

❁ حافظ خطیب بغدادی کے مطابق امام ماوردی کا ماہِ ربیع الاوّل ۴۵۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۴)

www.MinhajBooks.com

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

(۲) عسقلاني، لسان الميزان، ۴: ۲۶۰

(۳) صفدی، الوافي بالوفيات، ۲۱: ۲۹۸

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

## ۲۱۔ مسند امام خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)

جلیل القدر نقاد حافظِ حدیث ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی کثیر تصانیف کے مصنف ہیں۔ آپ محدّثِ شام وعراق ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ابوالحسن عراق کے علاقہ درزیجان کے خطیب تھے اور ان اَشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے امام ابوحفص الکتانی سے حدیث کا سماع کیا اور ان پر قرأتِ قرآن کی۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے احمد کو سماعِ حدیث اور فقہ کی طرف رغبت دلائی۔ سب سے پہلے آپ نے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ تشریف لے گئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور حتی کہ بڑھاپے میں شام، مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں میں بھی حصولِ علم کے لئے گئے۔

حافظ خطیب بغدادیؒ نے عرب وعجم کے بے شمار علماء سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ ابوالحسن احمد بن صلت اہوازی | ۲۔ ابوعمر بن مہدی فارسی |
| ۳۔ ابوالحسین بن المتیم | ۴۔ حسین بن حسن جوالیقی |
| ۵۔ ابوالفتح بن ابی الفوارس | ۶۔ حافظ ابونعیم اصبہانی |
| ۷۔ ابوالحسن بن رزقویہ | ۸۔ ابوعمر قاسم بن جعفر ہاشمی |
| ۹۔ حافظ ابوحازم عبدوی | ۱۰۔ قاضی ابوبکر حیری |
| ۱۱۔ محمد بن عیسیٰ ہمذانی۔ | |

www.MinhajBooks.com

حافظ خطیب بغدادیؒ کے پاس امام مالکؒ اور حمادؒ بن زید کے طریق سے مروی اَحادیث سب سے اعلیٰ سند سے ہیں کیونکہ آپ اور ان کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔

خطیب بغدادی سے حصولِ علم کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد ہے جن میں

سے بعض نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ آپ کے شیخ ابوبکر برقانی ۲۔ ابو الفضل بن خیرون

۳۔ فقیہ نصر مقدسی ۴۔ ابوعبد اللہ حمیدی

۵۔ عبد العزیز کتانی ۶۔ ابو نصر بن ماکولا

۷۔ مبارک بن طیوری ۸۔ محمد بن مرزوق زعفرانی

۹۔ ھبۃ اللہ بن اکفانی ۱۰۔ احمد بن احمد متوکلی

۱۱۔ طاہر بن سہل اسفرایینی اور دیگر ائمہِ حدیث رحمہم اللہ تعالی (۱)

حافظ خطیب بغدادی کثیر کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کے چند نام درج ہیں۔ تاريخ بغداد، الجامع، شرف أصحاب الحديث، الكفاية في علم الرواية، السابق واللاحق، المتّفق والمفترق، الفقيه والمتفقّه، المؤتلف والمختلف، المكمل في المهمل، تلخيص المتشابه، الإنباء عن الأبناء وغيرها۔

شام سے تعلق رکھنے والے نقاد محدّث محمدؒ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ''تأنيب الخطيب'' میں مسانید امامِ اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه. (۲)

''جس وقت خطیب بغدادی بذاتِ خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ خود ان کی تالیف کردہ مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔''

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۰۔ ۲۷۳

۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۷

(۲) زاهد الكوثري، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

## حافظ خطیب بغدادیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ محدّثِ کبیر ابونصر علیؒ بن ھبۃ اللہ ابنِ ماکولا (متوفی ۴۷۵ھ) فرماتے ہیں:

إن أبا بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي كان أحد الأعيان (وفي الرواية: آخر الأعيان) ممن شاهدناه معرفة، وإتقانًا وحفظًا وضبطًا لحديث رسول الله ﷺ، وتفننا في علله وأسانيده، وخبرة برواته وناقليه، وعلمًا بصحيحه وغريبه، وفرده ومنكره وسقيمه ومطروحه، ولم يكن للبغداديين بعد أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني من يجري مجراه، ولا قام بعده بهذا الشأن سواه.(۱)

’’جن اعاظم محدّثین کے پاس ہم نے حاضری دی ہے یقیناً ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی معرفت، اتقان، حفظ، ضبط اور اس کی مختلف اَنواع: علل، اَسانید، رُواۃ و ناقلین کے احوال سے آگاہی، صحیح، غریب، فرد، منکر، سقیم اور مطروح حدیث میں فرق کو جاننے کے لحاظ سے واحد (ایک روایت کے مطابق: آخری) شخص تھے۔ اہلِ بغداد میں ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی کے بعد کوئی بھی خطیب کا ثانی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے بعد کوئی اس عظیم رتبے پر فائز ہوا ہے۔‘‘

۲۔ مشہور فقیہ ابواسحاق ابراہیمؒ شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ ابن ماکولا، تهذيب مستمر الأوهام: ۵۷
۲۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۵
۳۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۳۷
۴۔ ابن قاضی شهبة، طبقات الشافعية، ۲: ۲۴۱

أبو بكر الخطيب يشبه بأبي الحسن الدارقطني ونظرائه في معرفة الحديث وحفظه.(۱)

''ابو بکر خطیب بغدادی کو معرفت اور حفظِ حدیث میں ابو الحسن دار قطنی اور ان کے اَقران کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔''

۳۔ حافظ ابو علی احمدؒ بن محمد بردانی حنبلی (متوفی ۴۹۸ھ) کہتے ہیں:

لعلّ الخطيب لم ير مثل نفسه.(۲)

''شاید خطیب بغدادی نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

۴۔ حافظ ابو الفتیان عمرؒ بن عبد الکریم (متوفی ۵۰۳ھ) فرماتے ہیں:

كان الحافظ البغدادي أبو بكر إمام هذه الصنعة، ما رأيت مثله.(۳)

''حافظ ابو بکر بغدادی فنِ حدیث میں امام تھے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔''

❁ حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی کا ۷ ذوالحجہ ۴۶۳ھ بروز پیر وصال ہوا۔

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۶
۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبكي، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۵
۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبكي، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۶
۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبكي، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

منگل کے دن آپ کو بغداد میں حضرت بشر حافی کی قبر کے پاس، امام احمد بن حنبل کے قرب میں سپردِ خاک کیا گیا رحمة الله تعالی علیهم أجمعین۔ (۱)

## ۲۲۔ مسند امام عبد اللہؒ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ)

شیخ الاسلام امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی بن محمد انصاری ہَرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ آپ حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے امام ترمذی کی ''السنن'' کا سماع عبد الجبار بن محمد الجراحی سے کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل محدّثین سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ ابو منصور محمد بن محمد ازدی ۲۔ حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی

۳۔ ابو منصور احمد بن ابی العلاء ۴۔ یحییٰ بن عمار سجستانی

۵۔ محمد بن جبریل ماحی ۶۔ حافظ احمد بن علی بن منجویہ

۷۔ ابو سعید محمد بن موسیٰ صیرفی ۸۔ علی بن محمد طرازی

۹۔ قاضی ابو بکر الحیری اور دیگر ائمہ۔

حافظ عبد اللہ بن محمد انصاری سے خلقِ کثیر نے حدیث کا علم حاصل کیا جن میں سے چند حفاظِ حدیث کے نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی ۲۔ مؤتمن بن احمد ساجی

۳۔ عبد اللہ بن احمد بن سمرقندی ۴۔ ابو الوقت عبد الأوّل بن عیسیٰ سجزی

۵۔ ابو صابر عبد الصبور بن عبد السلام ہروی

۶۔ ابو الفتح عبد الملک کروخی ۷۔ حنبل بن علی بخاری

(۱) ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۸۔ ۴۰

۸۔ عبد الجلیل بن ابی سعد المعدل اور دیگر محدّثین رحمہم اللہ تعالی۔ (۱)

امام عبد اللہ انصاریؒ نے بہت سی کتب تصنیف کیں جن میں نمایاں یہ ہیں:

**ذم الكلام، الفاروق في الصفات، مناقب الإمام أحمد، منازل السائرين، الأربعون، اور شرح التعرف لمذهب التصوف للكلاباذي وغيرها۔**

امام ابو اسماعیل انصاریؒ نے مسند ابی حنیفہ کو بھی تالیف کیا۔ کتاب ہٰذا کا تذکرہ حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب 'الجواهر المضيئة' میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام سمعانی کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

**سمعت منه كتاب الأحاديث التي رواها أبو حنيفة رضی اللہ عنہ جمع عبدالله بن محمد الأنصاري لجده القاضي صاعد بروايته عنه.** (۲)

''میں نے (نصر بن سیار سے) احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا جسے عبد اللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد کے لئے جمع کیا کیونکہ یہ ان سے روایت کرتے تھے۔''

## حافظ عبد اللہؒ انصاری کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابو اسماعیلؒ کو تفسیرِ قرآن میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

**إذا ذكرت التفسير، فإنما أذكره من مائة وسبعة تفاسير.** (۳)

(۱) ۱۔ ابن نقطه حنبلی، التقييد: ۳۲۲۔۳۲۳

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۳-۱۱۸۵

(۲) قرشی، الجواهر المضيئة: ۴۱۵

(۳) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۶

’’جب میں کسی آیت پر تفسیر کرتا ہوں تو میں اسے ایک سو سات تفاسیر سے بیان کرتا ہوں۔‘‘

۲۔ حافظ مؤتمنؒ بن احمد ساجی (متوفی ۵۰۷ھ) نے امام عبد اللہؒ کے متعلق کہا ہے:

كان آيةً في لسان التذكير والتصوف، من سلاطين العلماء، سمع ببغداد أبا محمد الخلال وغيره، ويروي في مجالس الوعظ أحاديث بالإسناد، وينهى عن تعليقها عنه، وكان بارعًا في اللغة، حافظاً للحديث.(۱)

’’آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے بغداد میں ابو محمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجالسِ وعظ میں احادیث بالاسناد روایت کرتے اور اسانید کے بغیر حدیث کو بیان کرنے سے منع فرماتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظِ حدیث تھے۔‘‘

۳۔ حافظ عبد الغافرؒ بن اسماعیل (متوفی ۵۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو إسماعيل الأنصاري على حظ تام من معرفة العربية والحديث والتواريخ والأنساب، إمامًا كاملاً في التفسير، حسن السيرة في التصوف.(۲)

---

..... ۲۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۵۸

(۱) ۱۔ ابن نقطه، التقييد: ۳۲۳

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۰۵

(۲) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۹

''ابو اسماعیل انصاری کو عربی لغت، حدیث، تواریخ اور اَنساب میں کامل دسترس حاصل تھی، آپ تفسیر میں امامِ کامل تھے اور تصوف میں بے داغ سیرت کے مالک تھے۔''

۴۔ شیخ الاسلام حافظ ابو القاسم اسماعیلؒ بن محمد (متوفی ۵۳۵ھ) نے امام عبداللہؒ انصاری کو ''امام اور حافظِ حدیث'' کے القاب سے ذکر کیا ہے۔ (۱)

۵۔ حافظ ابوالنضر عبدالرحمانؒ فامی (متوفی ۵۴۶ھ) فرماتے ہیں:

كان شيخ الإسلام أبو إسماعيل بكر الزمان، وواسطة عقد المعاني، وصورة الإقبال في فنون الفضائل وأنواع المحاسن. (۲)

''شیخ الاسلام ابو اسماعیل یگانہ روزگار، معانی و مفاہیم کی ترتیب و تبویب کا ذریعہ اور فضائل و محاسن کے فنون و اَنواع میں بلند رتبہ رکھتے تھے۔''

امام ابو عبداللہ حسین بن محمد بن حسین ہروی کے مطابق ناصر السنۃ امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری نے بروز جمعۃ المبارک عشاء کے وقت ۲۲ ذوالحجہ ۴۸۱ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۳)

---

..... ۳۔ سیوطی، طبقات المفسرین: ۵۷

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۹

۲۔ أيضًا، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

(۲) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۰

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۴

(۳) ابن نقطه، التقييد: ۳۲۳

## ۲۳۔ مسند امام حسینؒ بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)

امام ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی بغداد کے بلند پایہ محدّث اور ممتاز عالم ہیں۔ آپ نے بھی امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابنِ خسرو نے کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا، ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوعبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی ۲۔ ابوعبد اللہ مالک بن احمد بانیاسی

۳۔ ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان ۴۔ ابو الحسن علی بن محمد انباری

۵۔ ابو یوسف عبد السلام ۶۔ ابو محمد قزوینی

۷۔ علی بن حسین بن قریش ۸۔ ابو الحسن علی بن احمد بزاز

۹۔ ابو شجاع فارس بن حسین ۱۰۔ طراد بن محمد زینی

۱۱۔ عبد الواحد بن فہد اور دیگر ائمہ۔

امام ابنِ خسرو کے مندرجہ ذیل دو شاگردوں کے نام پتہ چل سکے ہیں:

۱۔ حافظ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزی

۲۔ حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ ابنِ عساکر رحمہم اللہ تعالی (۱)

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ ابنِ نجارؒ نے تصریح کی ہے کہ ابنِ خسروؒ نے امام ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔ (۲)

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۹: ۵۹۲

۳۔ عسقلاني، لسان الميزان، ۲: ۳۱۲

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۵

۲۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طرق سے مسند ابنِ خسرو کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ تین شیوخ یہ ہیں: صدرِ کبیر محی الدین ابومحمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی جوزی، ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابوعبد اللہ محمد بن علی بن بقا۔

۳۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی امام ابنِ خسرو کی مسند امامِ اعظم کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۱)

۴۔ امام عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے بھی امام ابنِ خسروؒ کے مسند ابی حنیفہ کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۲)

۵۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی زبانی مسند ابنِ خسروؒ کا تذکرہ سنیے، فرماتے ہیں:

قد وقفت على مصنّف للحافظ أبي عبد الله محمد بن علي بن حمزة الحسيني الدمشقي سماه "التذكرة برجال العشرة" ضمّ إلى من في "تهذيب الكمال" لشيخه المزي من في الكتب الأربعة وهي المؤطأ ومسند الشافعي ومسند أحمد والمسند الذي خرجه الحسين بن محمد بن خسرو من حديث الإمام أبي حنيفة.(۳)

"مجھے حافظ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ حسینی دمشقی کی تصنیف "التذکرة برجال العشرة" دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے شیخ مزی کی کتاب "تهذيب الكمال" میں موجود (صحاح ستّہ) کے رُواۃ کو مزید چار کتب میں موجود راویانِ حدیث کے ساتھ ملا دیا ہے۔ وہ چار کتب یہ ہیں:

(۱) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۹: ۵۹۲

(۲) قرشي، الجواهر المضيئة: ۱۴۳

(۳) عسقلاني، تعجيل المنفعة: ۲

موطأ مالک، مسند شافعی، مسند احمد اور وہ مسند جس میں حسین بن محمد بن خسرو نے امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔‘‘

۶۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ ہی نے مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابنِ خسرو کا یوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

**أما الذي اعتمد الحسيني على تخريج رجاله فهو بن خسرو كما قدمت وهو متأخر، وفي كتابه زيادات على ما في كتابي الحارثي وابن المقري.** (۱)

’’جس مسند پر حسینی نے رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابنِ خسرو کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدّث ہیں۔ ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔‘‘

۷۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ ’’دسویں مسند‘‘ امام ابنِ خسرو کی ہی ذکر کی ہے۔ (۲)

## امام ابنِ خسروؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ عظام نے امام ابنِ خسرو کے علمی مقام پر لب کشائی کی ہے جس کے نظائر ذیل میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ محمدؒ ابنِ نجار (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی ’’تاریخ‘‘ میں امام ابنِ خسروؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

---

(۱) عسقلاني، تعجيل المنفعة: ٦

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸۔ ۳۲۹

أبو عبد الله السمسار الحنفي مفيد أهل بغداد في وقته.(۱)

''ابوعبد اللہ السمسار حنفی اپنے دور میں اہلِ بغداد کی نامور شخصیت تھے۔''

۲۔ حافظ ابنِ نجارؒ نے ہی امام ابنِ خسروؒ کے متعلق فرمایا ہے:

وبالغ في الطلب حتى سمع من طبقة دون هؤلاء، وكتب الكثير من الكتب لنفسه ولغيره، وكان مفيدًا للغرباء.(۲)

''آپ نے طلبِ حدیث میں اَن تھک محنت کی حتی کہ اِن (اکابر محدّثین جن کے نام اوپر درج کیے جا چکے ہیں) کے علاوہ نچلے طبقہ سے بھی سماع کیا، آپ نے اپنی اور دوسروں کی کثیر کتب لکھیں، آپ غریب الدیار طلباء کے لئے بہت مفید تھے۔''

۳۔ امام الجرح والتعدیل حافظ ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابنِ خسروؒ کو ''محدّث مکثر'' (کثرت سے احادیث بیان کرنے والا) لقب سے یاد کیا ہے۔(۳)

۴۔ امام قاسمؒ بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان مفيد أهل بغداد، ومحدّث وقته.(۴)

''آپ اہلِ بغداد کی مشہور شخصیت اور اپنے دور کے عظیم محدّث تھے۔''

❁ حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کے مطابق امام ابنِ خسرو کا ۵۲۲ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۵)

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۵

(۳) ذهبی، میزان الاعتدال، ۲: ۳۰۵

(۴) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۱۶۱

(۵) قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۴۳

## ۲۴۔ مسند امام محمدؒ بن عبد الباقی انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)

امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ خزرجی سلمی انصاری بغدادی حنبلی بزار، مرستان کے مشہور قاضی ہیں۔ ماہِ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

امام محمد بن عبد الباقی انصاری نے درج ذیل ائمۂ حدیث سے سماعتِ حدیث کی:

۱۔ ابو اسحاق برمکی
۲۔ علی بن عیسیٰ باقلانی
۳۔ ابو محمد حسن بن علی جوھری
۴۔ قاضی ابو الطیب طبری
۵۔ عمر بن حسین خفاف
۶۔ ابو حسین بن حسنون نرسی
۷۔ علی بن عمر برمکی
۸۔ قاضی ابو یعلی بن فراء
۹۔ محمد بن وشاح زینی
۱۰۔ علی بن شیخ ابو طالب مکی
۱۱۔ ابو الفضل ہبۃ اللہ بن احمد بن مأمون
۱۲۔ خدیجہ بنتِ محمد شاھجانیہ

قاضی ابو بکر انصاری سے اجل ائمہ نے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی
۲۔ ابنِ ناصر
۳۔ ابو القاسم علی ابنِ عساکر
۴۔ ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی
۵۔ ابو موسیٰ مدینی
۶۔ عبد اللہ بن مسلم بن جوالق
۷۔ مکرم بن ھبۃ اللہ الصوفی
۸۔ سعید بن عطاف
۹۔ علی بن محمد بن یعیش انباری
۱۰۔ عبد اللہ بن مظفر بن البواب

۱۱۔ عمر بن طبرزد ۱۲۔ احمد بن یحییٰ الدبیثی رحمہم اللہ تعالی (۱)

۱۔ صاحب جامع المسانید امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار مشائخ تاج الدین احمد بن ابی الحسن العرینی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو بکر کی مسند امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد الأوجاقی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابو بکر انصاری کی مسند ابی حنیفہ کو بیان کیا ہے۔ (۳)

۳۔ حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) نے بھی قاضی ابو بکر کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

۴۔ علامہ سید محمدؒ مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کو شمار کیا ہے۔ (۵)

## قاضی محمدؒ بن عبد الباقی انصاری کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے قاضی محمد بن عبد الباقی انصاری کے بلند پایہ علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۳-۲۵

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

(۴) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۵) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

۱۔ امام ابو القاسمؒ ابن السمر قندی (متوفی ۵۳۶ھ) بار بار قاضی ابو بکرؒ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے: ما بقي مثله ''اُن جیسا اب کوئی نہیں رہا۔''(۱)

۲۔ محدّثِ بغداد حافظ ابنِ شافعؒ (متوفی ۵۶۵ھ) نے اپنی تاریخ میں قاضی صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

وهو شيخ أهل العلم، وأسند من على وجه الأرض، وأسن عالم نعرفه.(۲)

''آپ تمام اہلِ علم کے شیخ ہیں، پوری روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بڑی سند ہیں اور ہمارے علم کے لحاظ سے آپ (اپنے زمانے کے) سب سے سن رسیدہ عالم ہیں۔''

۳۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۷۹ھ) اپنے شیخ قاضی ابو بکرؒ انصاری کی خدمت میں یوں نذرانہ پیش کرتے ہیں:

قرأت عليه الكثير، وكان ثقةً، فهماً، حجةً، متفنناً.(۳)

''میں نے ان کے سامنے کثیر اَحادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔''

۴۔ شیخ الاسلام امام ابوموسیٰؒ مدینی (متوفی ۵۸۱ھ) بیان کرتے ہیں:

كان إماماً في فنون، وكان يقول: حفظت القرآن وأنا ابن سبع،

(۱) عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۲۴۲
(۲) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲
(۳) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۶

وما من علم إلّا وقد نظرت فيه، وحصلت منه الكل أو البعض.(۱)

’’قاضی ابنِ عبد الباقی ہر فن مولا تھے، وہ خود فرماتے تھے: میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، میں نے ہر علم پر نگاہ ڈالی اور اسے مکمل یا کچھ حاصل کیا۔‘‘

۵۔ امام ابو المظفر عبد الرحیمؒ ابنِ سمعانی (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی محمدؒ بن عبد الباقی کے علمی مقام کو یوں اجاگر کیا ہے:

عارف بالعلوم، متفنن الكلام، حلو المنطق، مليح المجاورة، ما رأيت أجمع للفنون منه، نظر في كل علم، وسمعته يقول: ندمت في علم تعلّمته إلا الحديث وعلمه.(۲)

’’آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے۔ میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علمِ حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔‘‘

۶۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے قاضی محمدؒ بن عبد الباقی کے بارے میں لکھا ہے:

روى الكثير، وشارك في الفضائل، وانتهى إليه علو الإسناد،

(۱) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۶

(۲) ۱۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۴۴۴

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۷

۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۴: ۱۰۸

وحدّث وهو ابن عشرين سنة في حياة الخطيب.(۱)

’’انہوں نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں، فضائل میں محدّثین کے شریکِ کار رہے ہیں، ان پر عالی اِسناد کی انتہاء ہوئی اور انہوں نے بیس سال کی عمر میں خطیب بغدادی کی زندگی میں ہی حدیث بیان کی۔‘‘

۷۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے قاضی ابو بکرؒ انصاری کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

مشهور معمر، عالي الإسناد، هو آخر من كان بينه وبين النبي ﷺ ستّة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح.(۲)

’’آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اِسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصالِ سماع کی شرطِ صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدّث ہیں کہ آپ کے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔‘‘

امام ابنِ شافع کے مطابق بروز بدھ دو یا تین رجب ۵۳۵ھ میں قاضی ابو بکر کا وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۳)

## ۲۵۔ مسند امام ابنِ عساکرؒ دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

محدّثِ شام، فخر الائمۃ، ثقۃ الدین امام ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبد اللہ شافعی المعروف ’’ابنِ عساکر‘‘ دمشق کے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ مشہورِ عالم ’’تاريخ مدينة دمشق‘‘ اور دیگر بہت سے کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۴۹۹ھ کے

(۱) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۵

(۲) عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۲۴۱

(۳) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲

اوائل میں پیدا ہوئے اور آپ نے سات سال کی کم عمری میں ہی اپنے والد اور اپنے بھائی امام ضیاء الدین ھبۃ اللہ کے کہنے پر پہلی بار حدیث کا سماع کیا۔

حافظ ابنِ عساکر نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور، اَصبہان، مرو، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکزِ علم میں اکابر شیوخِ حدیث سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔ آپ کے بعض اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالقاسم نسیب ۲۔ سمیع بن قیراط

۳۔ ابوطاہر حنائی ۴۔ ابوالقاسم بن حصین

۵۔ ابوالحسن دینوری ۶۔ ابوالعز بن کادش

۷۔ عبداللہ بن محمد غزال ۸۔ ابوعبداللہ فراوی

۹۔ حسین بن عبدالملک خلال ۱۰۔ یوسف بن ایوب ہمدانی

۱۱۔ تمیم بن ابی سعید جرجانی ۱۲۔ عبدالخلاق بن عبدالواسع ہروی

حافظ ابنِ عساکر سے اطراف واکنافِ عالم سے محدّثین نے حدیث کا سماع کیا جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ آپ کا بیٹا قاسم ۲۔ حافظ ابوالعلاء عطار

۳۔ حافظ ابوسعد سمعانی ۴۔ معمر بن فاخر

۵۔ امام ابوجعفر قرطبی ۶۔ حافظ ابوالمواہب بن صصری

۷۔ قاضیٔ دمشق ابوالقاسم بن حرستانی

۸۔ حافظ عبدالقادر رہاوی ۹۔ مفتی فخر الدین عبدالرحمان بن عساکر

۱۰۔ یونس بن محمد فاروقی ۱۱۔ قاضی ابونصر بن شیرازی رحمہم اللہ تعالی (۱)

حافظ علی بن حسن ابنِ عساکر بے حساب کتب کے مصنف ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

تاريخ مدينة دمشق، موافقات، الأطراف الأربعة، عوالی مالک، المعجم، فضل أصحاب الحديث، تبيين كذب المفترى، فضل عاشوراء، فضل مكة، فضل المدينة.

۱۔ امام الجرح و التعدیل حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابنِ عساکر کی کتب میں ''مسند ابی حنیفہ'' کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ عربی لغت وادب کے ماہر یاقوتؒ بن عبد اللہ حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے معجم الأدباء (۴: ۴۴) اور علامہ صلاح الدین خلیلؒ صفدی (متوفی ۷۶۴ھ) نے الوافي بالوفيات (۲۰: ۲۱۹) میں امام ابنِ عساکرؒ کی ''مسند ابی حنیفہ'' کو درج کیا ہے۔

۳۔ حافظ ابنِ عساکرؒ کی 'تاریخ دمشق الکبیر' مطبوع دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء میں صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابنِ عساکر کے تعارف میں بھی ان کی 'مسند ابی حنیفہ' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

## حافظ ابنِ عساکرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابنِ عساکر کے شیخ کی زبانی ان کا مقام سنیے۔ حافظ صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے استاذ ابوالفتح مختار بن عبد الحمید کے پاس پڑھ رہا تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے:

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۲۸–۱۳۲۹
۲۔ أيضًا، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۵۴–۵۵۷
(۲) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۱

قدم علينا أبو علي بن الوزير، فقلنا: ما رأينا مثله، ثم قدم علينا أبوسعد السمعاني، فقلنا: ما رأينا مثله، حتى قدم علينا هذا، فلم نر مثله.(۱)

''ہمارے ہاں (محدّث) ابوعلی بن وزیر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا، پھر ہمارے پاس ابو سعد سمعانی آئے تو ہم نے کہا: ہم نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اب ہمارے پاس یہ نوجوان (یعنی ابنِ عساکر) آیا ہے تو ہم نے اس کی مثل بھی کوئی نہیں دیکھا۔''

۲۔ آپ کے شاگردِ رشید حافظ ابو سعد عبد الکریم سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) اپنے استاذ کے متعلق فرماتے ہیں:

أبو القاسم حافظ، ثقة، متقن، دين، خير، حسن السمت، جمع بين معرفة المتن والإسناد، وكان كثير العلم، غزير الفضل، صحيح القراءة، مثبتًا، رحل وتعب وبالغ في الطلب، وجمع ما لم يجمعه غيره، وأربى على الأقران.(۲)

''ابو القاسم حافظِ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اَخلاق کے مالک

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱
۳۔ تاج الدين سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۷
(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۰
۲۔ أيضًا، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۷
۳۔ ابن قاضی شهبة، طبقات الشافعية، ۲: ۱۳۔۱۴
۴۔ ابن عماد حنبلی، شذرات الذهب، ۴: ۲۳۹

ہیں۔ حدیث کے متن و اِسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، بڑی صحیح قرأت کرتے تھے، مثبت تھے، آپ نے حصولِ علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔‘‘

۳۔ ابو الحسن سعدؒ الخیر فرماتے ہیں:

**ما رأيت في سنّ أبي القاسم الحافظ مثله.** (۱)

’’میں نے حافظ ابو القاسم کے زمانے میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۴۔ حافظ ابو العلاء ہمذانیؒ (متوفی ۵۶۹ھ) سے ان کے ایک شاگرد نے طلبِ علم کے لئے سفر کی اجازت چاہی تو آپ نے اس سے فرمایا:

**إن عرفت أستاذًا أعلم مني أو في الفضل مثلي فحينئذ آذن إليک أن تسافر إليه اللهم، إلَّا أن تسافر إلى الحافظ ابن عساکر فإنه حافظ کما يجب.** (۲)

’’اگر تمہیں کسی ایسے استاذ کا پتہ ہے جو علم میں مجھ سے بڑھ کر ہے یا فضیلت میں مجھ جیسا ہے تو پھر میں تمہیں برضا اس کی طرف سفر کرنے کی اجازت دیتا

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱

(۲) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱
۳۔ سبکي، طبقات الشافعية الکبری، ۷: ۲۱۸
۴۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

ہوں، ہاں اگر تم سفر کر کے حافظ ابنِ عساکر کے پاس جانا چاہو تو (میری طرف سے) اجازت ہے کیونکہ وہ ایسے حافظِ حدیث ہیں جیسا ہونا چاہیے۔‘‘

۵۔ حافظ ابو العلاء حسنؒ بن احمد عطار ہمذانی ہی نے ایک مرتبہ حافظ ابو المواھب حسنؒ بن ھبۃ اللہ بن صصری سے کہا:

أنا أعلم أنه لا يساجل الحافظ أبا القاسم في شأنه أحد.(۱)

’’مجھے پتہ ہے کہ فنِ حدیث میں کوئی شیخ حافظ ابو القاسم کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔‘‘

۶۔ حافظ ابو المواہبؒ بن صصری (۵۸۶ھ) کہتے ہیں کہ ایک دن خلوت میں دورانِ مذاکرہ میں نے (اپنے شیخ) حافظ ابنِ عساکر سے اُن جلیل القدر حفاظِ حدیث کے متعلق پوچھا جن سے وہ ملے تھے۔ آپ نے فرمایا: بغداد میں ابو عامر عبدری ہیں، اَصبہان میں ابونصر یونارتی ہیں لیکن حافظ اسماعیل بن محمد زیادہ مشہور تھے۔ اس پر میں نے کہا:

فعلى هذا، ما كان رأى سيّدنا مثل نفسه، قال: لا تقل هذا، قال الله تعالى: ’’لا تزكوا أنفسكم.‘‘ قلت: فقد قال الله تعالى: ’’أما بنعمة ربك فحدث‘‘ فقال: لو قال قائل: إنّ عينيّ لم تر مثلي، لصدق، ثم قال أبو المواهب: وأنا أقول: لم أر مثله.(۲)

’’اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے سید و سردار (یعنی ابنِ عساکر) نے اپنے جیسا

(۱) ۱۔ ياقوت حموی، معجم الأدباء، ۴: ۴۵
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۴
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶
(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۲
۲۔ سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۲۱، ۲۲۲
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

کوئی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''تم اپنے آپ کو بڑا پاک و صاف مَت جتایا کرو۔'' [القرآن، النجم، ۵۳: ۳۲] میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے تو یہ بھی فرمایا ہے: ''اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کریں'' [القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۱۱] آپ نے فرمایا: اگر کوئی کہنے والا کہے کہ میری آنکھوں نے مجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا تو اس نے ضرور سچ کہا، پھر ابو المواہب نے کہا کہ میں کہتا ہوں: میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔''

۷۔ محدّثِ جزیرہ حافظ عبد القادرؒ بن عبد اللہ رہاوی (متوفی ۶۱۲ھ) فرماتے ہیں:

**ما رأيت أحفظ من ابن عساكر.** (۱)

''میں نے ابنِ عساکر سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔''

۸۔ حافظ ابنِ نجارؒ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

**أبو القاسم إمام المحدّثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة، وبه ختم هذا الشأن.** (۲)

ابو القاسم اپنے زمانہ میں محدّثین کے امام تھے، حفظ و اِتقان اور ثقاہت و معرفتِ تامہ کی ان پر انتہاء تھی، علمِ حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔''

مذکورہ بالا ائمہ کے اقوال و احوال سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ امام ابنِ عساکر کا علمِ حدیث میں اَعلیٰ اور اَرفع درجہ تھا۔ آج کل بعض کج فہم اور ناقص علم رکھنے

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

۲۔ يافعی، مرآة الجنان، ۳: ۳۹۶

۳۔ سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۸

۴۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۴۷۷

والے لوگ ان کی حدیث دانی پر بے جا تنقید کرتے ہیں اور انہیں ضعیف فی الحدیث اور کاذب ثابت کرنے کی نا تمام کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت حافظ ابنِ عساکر اَوثق، اَصدق، اور اَثبت مقام پر فائز تھے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کے محدّثِ بے بدل اور حافظِ بے نظیر ہونے کی دلیلِ بے مثال بھی ہے کہ ابنِ عساکر جیسے اجل امام الحدیث ان کی مسند کو تالیف کرتے ہیں۔

❁ حافظ ابنِ عساکر کا ۱۱ رجب ۵۷۱ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۱)

## ۲۶۔ مسند امام علیؒ بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن مکی رازی کا لقب حسام الدین ہے۔ آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

ابنِ عدیم کہتے ہیں کہ آپ سے آپ کے چچا ابو غانم اور ایک جماعت نے علمِ فقہ حاصل کیا جبکہ جلیل القدر فقیہ عمر بن بدر موصلی نے آپ سے حدیث کا سماع کیا۔ (۲)

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب ''تاريخ التراث العربي'' میں امامِ اعظم کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكي الرازي (المتوفى ٥٩٨ھ/١٢٠١م، انظر بروكلمان ملحق ١/٦٤٩)، سراى، أحمد الثالث ٣٦٤ (١٥٨ ورقة، ٨٣٨ھ، أنظر: فهرس ٢: ١٠٤). (۳)

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۷

(۲) قرشی، الجواهر المضيئة: ۲۳۰

(۳) فواد سیزگین، تاريخ التراث العربی، ۳: ۴۳

’’یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلمان کا ضمیمہ نمبر ۱/۶۴۹ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۴ ہے، (۱۵۸ اوراق، ۸۳۸ھ، فہرست دیکھیے: ۲:۱۰۴)۔‘‘

## امام علیؒ بن احمد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابنِ عساکرؒ (متوفی ۵۷۱ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

**تفقّه بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، وكان يدرّس في المدرسة الصادرية، ويفتي على مذهب أبي حنيفة، ويشهد ويناظر في مسائل الخلاف.** (۱)

’’آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علمِ فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ بھی کرتے تھے۔‘‘

۲۔ حافظ عبد القادر قرشیؒ (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

**وضع كتابًا نفيسًا على مختصر القدوري، سمّاه ’خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل‘، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخم، ووضعت عليه شرحًا.** (۲)

’’آپ نے مختصر قدوری پر ’’خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل‘‘ کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۲۵۲

(۲) قرشی، الجواهر المضیئة: ۲۳۰

ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔‘‘

❁ امام علی بن احمد رازی کا وصال ۵۹۸ھ میں ہوا رحمة الله تعالی علیهم أجمعین۔ (۱)

## ۲۷۔ مسند امام ابوعلی البکریؒ (متوفی ۶۵۶ھ)

امام صدر الدین ابوعلی حسن بن محمد بن ابی الفتوح محمد بن محمد بن محمد بن عمروک بن محمد بن عبد اللہ قرشی تیمی البکری کا سلسلۂ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ پہلے نیشاپور پھر دمشق میں قیام پذیر رہے۔ آپ جلیل القدر محدّث اور بلند پایہ عالم ہیں۔ طلبِ علم میں بہت زیادہ سفر کرنے والے اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۵۷۴ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔

امام ابوعلیؒ نے اطراف و اکنافِ عالم میں کثیر ائمہ سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ کے چند مشائخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے نانا ابوحفص میانشی ۲۔ حنبل دمشقی

۳۔ ابنِ طبرزد ۴۔ مؤید بن محمد طوسی

۵۔ ابو روح عبد المعز بن محمد ۶۔ ابو الفتوح محمد بن الجنید

۷۔ ابو المظفر ابنِ سمعانی ۸۔ حفصہ بنتِ حمکا

امام ابوعلی بکریؒ سے بھی کثیر محدّثین نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ تقی الدین بن الصلاح ۲۔ ابوعبد اللہ زکی الدین برزالی

۳۔ عبد المؤمن بن خلف دمیاطی ۴۔ ابو المعالی عماد بن بالسی

(۱) قرشی، الجواهر المضیئة: ۲۳۰

۵۔ بدر بن توزی ۶۔ ابو بکر بن یوسف حریری

۷۔ ابو عبد اللہ بن زراد ۸۔ تاج الدین احمد بن مزین

۹۔ عبد الحمید بن سلیمان مغربی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالی(۱)

محدّث ابوعلیؒ نے ''أربعي البلدان'' حدیث ''من كذب عليّ'' کے طرق اور ''ذيل تاريخ دمشق'' جیسی کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کو مسند امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

۱۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابو الفضل بن ابی بکر شافعی کے متصل طریق سے حافظ ابو علی البکری کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔(۲)

۲۔ حافظ شمس الدینؒ ابنِ طولون نے بھی امام ابو علی کی مسند ابی حنیفہ کو بھی روایت کیا ہے۔(۳)

## امام ابو علی بکریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ عمرؒ بن حاجب ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كان إماماً، عالماً، لسناً، فصيحًا، مليح الشكل، أحد الرحالين إلّا أنّه كان كثير الدعاوي.(۴)

''آپ امام، عالم، فصیح و بلیغ، خوبصورت، تحصیلِ علم کے لئے بے حد سفر کرنے

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲۳: ۳۲۶۔۳۲۷

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) صالحي، عقود الجمان: ۳۳۴

(۳) زاهد الكوثري، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

(۴) ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

والے مگر اکثر بے ثبوت دعوے بھی کرتے تھے۔‘‘

۲۔ زکی الدین برزالیؒ کہتے ہیں:

کان کثیر التخلیط (صحیح اور ضعیف میں بہت خلط ملط کرتے تھے)۔ اس پر امام ذہبی آگے لکھتے ہیں:

ثم فی الآخر صلح حاله.(۱)

’’آخر عمر میں ان کی حالت بہتر ہوگئی تھی۔‘‘

حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابوعلی البکریؒ کا ذکر ’تذکرۃ الحفاظ‘ میں اٹھارویں طبقے کے آخر میں کیا ہے۔ انہوں نے اس طبقہ کے متعلق لکھا ہے:

وفي هذا الوقت كان عدد كثير من المحدّثين والطلبة لهم اعتناء بهذا الشأن، وفيهم من يكتب له الحافظ والإمام، لم أر إيرادهم هنا لقلّة بضاعتهم من علم الحديث، فمن أحبّ الوقوف على أخبارهم فلينظر في تاريخي الكبير.(۲)

’’اس دور میں کثیر محدّثین اور طالبانِ علم کو علمِ حدیث سے بے حد دلچسپی تھی۔ ان میں سے بعض کو حافظ اور امام بھی لکھا جاتا تھا لیکن علمِ حدیث میں ان کو قلیل سرمایہ میسر تھا جس وجہ سے میں نے ان کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جو شخص اُن کے احوال سے آگاہ ہونا چاہے وہ میری کتاب ’’تاریخ کبیر‘‘ ملاحظہ فرمائے۔‘‘

حافظ ذہبی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابوعلی البکری ان کے معیارِ

(۱) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۳

ثقاہت پر پورا اترتے تھے تب ہی انہوں نے آپ کا تذکرہ اس کتاب میں شامل کیا۔

❁ امام ابوعلی البکری وصال سے کئی سال پہلے فالج میں مبتلا ہوگئے۔ پھر آپ مصر چلے گئے اور وہیں آپ نے ۱۱ ذوالحجہ ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۱)

## ۲۸۔ مسند امام شمس الدین سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ)

حافظ شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد مؤرّخ کبیر اور جلیل القدر محدّث ہیں۔ آپ ماہِ ربیع الاوّل ۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے۔ شمالی مصر کے خاندان ''سخا'' سے تعلق رکھنے کی وجہ سے 'سخاوی' کہلاتے ہیں اور شافعی المذہب ہیں۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح میں سنایا۔

امام سخاوی نے حافظ ابنِ حجر عسقلانی کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان سے کثیر سماع کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے حافظ بدر الدین عینی، برہان الدین زمزی، تقی الدین ابنِ فہد، ابوالسعادات ابنِ ظہیرہ و دیگر کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ (۲)

۱۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ۲۰۰ سے زائد معرکۃ الآراء کتب تصنیف کیں جن میں سے چند مشہور کتب یہ ہیں:

المقاصد الحسنة في الأحاديث المشتهرة على الألسنة، الأخبار المكللة في الأحاديث المسلسلة، العناية في

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴
۲۔ يافعی، مرآة الجنان، ۴: ۱۳۹
۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۵: ۲۷۴
(۲) ابن عماد حنبلی، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

شرح الهداية، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، التبر المسبوک في ذيل السلوک، التوبيخ لمن ذمّ أهل التاريخ.

۲۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ''الضوء اللامع'' میں بنفسِ نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ''التحفة المنيفة فيما وقع له من حديث الإمام أبي حنيفة'' کو بھی شامل کیا ہے۔(۱)

## امام سخاویؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے اپنی تصنیف 'الضوء اللامع، ۸: ۲۔۳۲' میں خود اپنی پیدائش سے لے کر ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، تعلیمی اَسفار و میادین اور شیوخ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ آپ کی یہ خود نوشت آپ کے بلند و بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

۲۔ امام سخاویؒ نے شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) سے اس قدر اکتسابِ فیض کیا کہ انہیں کہنا پڑا:

هو أمثل جماعتي.(۲)

''یہ میرے ہم منصبوں میں سے قریب ترین ہیں۔''

۳۔ امام سخاویؒ کے تلمیذِ رشید شیخ جار اللہؒ بن فہد مکی نے آپ کے متعلق فرمایا:

ولقد والله العظيم، لم أر في الحفاظ المتأخرين مثله، ويعلم ذلک کل من أطلع على مؤلفاته أو شاهده.(۳)

(۱) سخاوی، الضوء اللامع، ۸: ۱۶

(۲) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۳) عبد القادر عيدروسی، النور السافر: ۲۲

’’اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظِ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔‘‘

۴۔ امام ابنِ عماد حنبلیؒ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

**برع في الفقه والعربية والقراءات والحديث والتاريخ، وشارك في الفرائض والحساب والتفسير وأصول الفقه ولميقات وغيرها، وأما مقروآته ومسموعاته فكثيرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا يحصون يزيدون على أربعمائة نفس، وأذن له غير واحد بالافتاء والتدريس والاملاء.** (۱)

’’آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءت، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علمِ میراث، حساب، تفسیر، اصولِ فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا۔ آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد ۴۰۰ سے زائد بنتی ہے۔ آپ کو کئی اساتذہ نے اِفتاء، تدریس اور اِملاء کی اجازت دی ہے۔‘‘

❁ امام شمس الدین سخاوی نے مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان ۹۰۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

www.MinhajBooks.com

(۱) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۲) ۱۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۷

۲۔ عمر رضا كحالة، معجم المؤلفين، ۱۰: ۱۵۰

## ۲۹۔ مسند امام عیسیٰؒ بن محمد ثعالبی (متوفی ۱۰۸۰ھ)

امام الحرمین الشریفین، عالم المغربین والمشرقین عیسیٰ بن محمد بن محمد بن احمد بن عامر کا لقب ''جار اللہ'' اور کنیت ابو مکتوم و ابو مہدی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اس لئے جعفری اور ہاشمی کہلاتے ہیں۔ مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی جبکہ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں۔ آپ مراکش (مغرب) کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے وہیں آپ نے پرورش پائی اور اپنے شہر کے اساتذہ سے عربی لغت، فقہ، منطق، اور قرآن و حدیث کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

امام ثعالبی نے طلبِ علم میں کئی علاقوں کا سفر کر کے متعدد مشائخ کے ہاں حاضری دی اور بہت سے علوم حاصل کئے۔ آپ کے چند شیوخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ عبدالصادق ۲۔ سعید بن ابراہیم قدورہ جزائری

۳۔ ابو الاضلاع علی بن عبدالواحد سجلماسی انصاری

۴۔ زین العابدین تونسی ۵۔ عبدالکریم الملکونی

۶۔ نور علی الاجھوری ۷۔ قاضی شہاب احمد خفاجی

۸۔ شمس محمد شوبری ۹۔ برہان مأمونی

۱۰۔ شیخ سلطان مزاحی ۱۱۔ نور شبراملسی

۱۲۔ حافظ شمس الدین بابلی شافعی اور دیگر علماء کرام۔

حافظ عیسیٰ ثعالبی سے کثیر احباب نے علمی استفادہ کیا۔ ان میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ استاذ کبیر ابراہیم بن حسن کورانی

۲۔ حسن بن علی عجیمی ۳۔ احمد بن محمد نخلی

۴۔ سید محمد الشلی باعلوی ۵۔ سید احمد بن ابی بکر

۶۔ عبد اللہ طاہر عباسی اور دیگر علماء رحمہم اللہ تعالی (۱)

۱۔ امام ثعالبیؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ آپ کی چند کتب کے نام یہ ہیں:

**تحفة الأكياس في حسن الظن بالناس، مشارق الأنوار في بيان فضل الورع من السنّة وكلام الأخيار، كنز الرواية، رسالة في مضاعفة ثواب هذه الأمة، منتخب الأسانيد، ثبت شيخة محمد بن علاء الدين البابلي.**

حافظ ثعالبیؒ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ لکھتے ہیں:

’’محدّث ثعالبی نے امام ابوحنیفہ کی مسند کو تالیف کیا، اس میں وہ متصل اِسناد کے ساتھ عنعنہ سے امام ابوحنیفہ تک احادیث لائے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہو گیا جو تابعین کے دور میں عدمِ اتصالِ سند کا گمان کرتے ہیں۔‘‘(۲)

۳۔ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے امام ثعالبیؒ نے ’’مقاليد الأسانيد‘‘ میں امام

(۱) ۱۔ عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

۲۔ محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۰۔ ۲۴۲

۳۔ زرکلی، الأعلام، ۵: ۱۰۸

(۲) شاہ ولی اللہ، إنسان العين فی مشائخ الحرمين: ۶

ابو حنیفہ کے رُواۃ اور رِجال کا تذکرہ کیا ہے۔(۱)

۴۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانیدِ ابی حنیفہ میں بارہویں مسند 'مسندِ ثعالبی' کو ہی درج کیا ہے۔ وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں:

عن سيّد بن عيسى بن محمد الثعالبي (في القرن الثامن الهجري). كو بريلي ٤٢٠، (٧٢ ورقة، في القرن الثاني عشر الهجري). (۲)

''یہ مسند سید بن عیسیٰ بن محمد ثعالبی (متوفی آٹھویں صدی ہجری) سے مروی ہے۔ مکتبہ گوبریلی استنبول کا مخطوط نمبر ۴۲۰ ہے (یہ مسند ۷۲ اوراق پر مشتمل ہے، ۱۲ویں صدی ہجری)۔''

ڈاکٹر فواد کو امام ثعالبی کے سنِ وفات میں التباس ہوا ہے۔

## امام ثعالبیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ علامہ عبد الملکؒ بن حسین عصامی المکی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبیؒ کے علمی رتبہ کو درج ذیل اَلقاب سے ذکر کیا ہے:

مولانا وسيّدنا ومأوانا وسندنا شيخنا، شيخ الإسلام والمسلمين، خاتمة الأئمة المحققين، خادم حديث سيّد المرسلين صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الجامع بين الأصول والفروع، الحافظ لكل متن ومجموع، الحائز فضيلتي العلم والنسب، الحائز طرفي الكمال الغريزي والمكتسب، رئيس العلوم، العبقري. (۳)

(۱) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۳

(۲) فواد سيزگين، تاريخ التراث العربي، ۳: ۴۴

(۳) عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

’’ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و مأویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام و المسلمین، (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین ﷺ کی احادیث کے خادم، اصول وفروع کے جامع، ہر متن و مجموعۂ حدیث کے حافظ، علم ونسب کی فضیلت کے حامل، اکتسابِ علم اور حصولِ کمال کی انتہا پر فائز، رئیس العلوم اور نابغۂ عصر ہیں۔‘‘

۲۔ امام محمد المحبی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے حافظ عیسیٰ ثعالبیؒ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

**إمام الحرمين، وعالم المغربين والمشرقين، الإمام، العالم، العامل، الوارع الزاهد، المفنن في كل العلوم الكثير الاحاطة والتحقيق.** (۱)

’’امام الحرمین، عالم المغربین والمشرقین، امامِ مطلق، عالمِ کامل، عاملِ صالح، زہد و ورع کے پیکر، علم و تحقیق کے ہر میدان میں طبع آزمائی کر کے کثیر احاطہ کرنے والے۔‘‘

۳۔ امام ثعالبیؒ کے شیخ برہانؒ مأمونی نے آپ کو اجازتِ علمی دیتے ہوئے لکھا ہے:

**ما رأى منذ زمان من يماثله بل من يقاربه.** (۲)

’’انہوں نے کتنے زمانوں سے آپ کی مثل بلکہ منزلتِ علم میں آپ کے قریب تک بھی کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

❁ امام محمد محبی اور علامہ عصامی کے مطابق امام ثعالبی کا وصال بروز بدھ ۱۴ رجب

(۱) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۰

(۲) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۲

۱۰۸۰ھ میں ہوا۔ آپ استاذ شیخ محمد بن عراق کی قبر کے نزدیک حجون میں دفن ہوئے رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۱)

ان دلائل و براہین سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ دوسری صدی ہجری سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک اکابر ائمہ و حفاظِ حدیث امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو اپنے طریق سے جمع کرتے رہے ہیں۔ باب کا تفصیلی خلاصہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ باب کے آخر میں لکھیں گے۔ فی الحال دو جلیل القدر محدّث امام محمد بن محمود خوارزمی اور امام محمد بن یوسف صالحی شامی کے احوال درج کریں گے۔ یہ وہ عظیم المرتبت ائمہ ہیں جنہوں نے اپنی کتب میں امامِ اعظم کی مسانید کی تخریج کی۔

بعض نادان، ناسمجھ اور کم علم معترضین جب اتنے اعاظم اور نامور محدّثین کو ''مسند ابی حنیفہ'' تالیف کرتا دیکھتے ہیں تو انہیں اور کچھ اعتراض نہیں سوجھتا تو ان مسانید کو جمع کرنے والے ائمہ پر بے بنیاد اعتراض جڑ دیتے ہیں۔ یہ کم فہم معترضین امام خوارزمی اور امام صالحی کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں، ان کے علمی حالات کا پتہ نہیں، پتہ نہیں ان کے کون سے اساتذہ اور تلامذہ تھے؟ ان کا علمی مقام کیا تھا؟ وغیرہا۔ ذیل میں ان شاء اللہ العزیز امام خوازمی اور امام صالحی پر ان ہی اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے جائیں گے تاکہ راہِ حق کے متلاشیوں کو کوئی ضال و مضل بھٹکا نہ سکے۔

## (۱) صاحبِ 'جامع المسانید' امام خوارزمیؒ کا تعارف

امام ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدّث و حنفی فقیہ ہیں۔ آپ ۱۲ ذو الحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ ''خطیبِ خوارزم'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی

(۱) ۱۔ محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۳

۲۔ عصامی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

سے علمِ فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا۔ بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علمِ حدیث حاصل کیا۔ (۱)

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام محمد خوارزمی کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔ جن میں سے چند ائمہِ حدیث کا نام درج ہے:

۱۔ احمد بن عمر بن محمد خیوقی ۲۔ صالح بن شجاع مدلجی

۳۔ ابونصر اغر بن ابی الفضائل ۴۔ یاقوت بن عبد اللہ جوہری

۵۔ شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد مکی

۶۔ ابو الفضل اسماعیل بن احمد ۷۔ شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن یحییٰ

۸۔ شرف الدین حسن بن ابراہیم ۹۔ ابو بکر عبد اللہ بن مبارک ھذلی

۱۰۔ محی الدین یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی

اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالیٰ۔ (۲)

امام قاسمؒ بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

**و ولي قضاء خوارزم وخطابتها بعد أخذ التتار لها، ثم تركها، وقدم بغداد حاجًا، فحجَّ، وجاور، ورجع على مصر، ثم إلى دمشق، ثم إلى بغداد ودرَّس بها.**

**وصنَّف "مسانيد الإمام أبي حنيفة" في مجلَّدَين، جمع فيهما بين خمسة عشر مصنَّفًا. وقد رويناه عن قاضي بغداد (هو التاج**

(۱) ۱۔ قرشی، الجواهر المضیئۃ: ۳۷۶

۲۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

(۲) خوارزمی، مقدمہ، جامع المسانید، ۱: ۷۔ ۳۰

أحمد الفرغاني النعماني)، عن عمه، عن ابن الصباغ، عنه.(۱)

''تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

''آپ نے دو جلدوں میں ''مسانیدِ امام ابی حنیفہ'' تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا۔ ہم نے اسے قاضئ بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔''

اس بحث سے ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام خوارزمی پر کذب کا جھوٹا الزام دراصل ان کا امامِ اعظم ابوحنیفہ کی مسانید کو مروی کرنے کی وجہ سے لگایا گیا۔ یہ صرف بہ صرف امام صاحب کو علمِ حدیث میں کمتر ثابت کرنے کے لئے حسد اور تعصب کی بناء پر گڑھا گیا جس سے امام خوازمی کا دامن بالکل پاک صاف ہے۔ امام خوارزمی کو تو سلام پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے امامِ اعظم سے اسی بے سروپا اِلزام کو رد کرنے کے لئے آپ کی مسانید کو جمع کیا۔ اس بات کا ذکر انہوں نے ''جامع المسانید'' کے مقدمہ میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''میں نے شام میں بعض جہلاء سے آپ کی نسبت کچھ ایسے اعتراضات سنے جس سے آپ کی تنقیص وتصغیر ہوتی تھی۔ آپ کے علاوہ ائمہ کی تعظیم ہوتی جبکہ آپ کو حقیر گردانا جاتا اور آپ کو روایتِ حدیث میں قلت کا طعنہ دیا جاتا۔ یہ استدلال اس بناء پر کیا جاتا کہ ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے مسند شافعی کو

(۱) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

جمع کیا، موطا مالک بھی ہے اور مسند احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالی کا بھی وجود ہے، اس سے یہ گمان ہوتا کہ ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے اور وہ صرف چند احادیث روایت کرتے تھے۔ پس اس پر مجھے خدائی دینی حمیت اور نعمانی حنفی عصبیت نے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا جس سے متاثر ہو کر میں نے پندرہ مسانید کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔‘‘(۱)

اس عبارت سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ امام خوارزمی نے ۱۵ مسانیدِ امام ابی حنیفہ کو مخالفین کی تردید میں جمع کیا۔

آپ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں ۴۰ ابواب میں منقسم کیا ہے۔ امام خوارزمی خود کتاب ھٰذا کے مقدمہ میں اس کے اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب أبواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترک تکرير الإسناد إلّا إذا کان الحديث الواحد مشتملًا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلفت أسانيده ليغلب بحجته العالم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند.** (۲)

’’میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی اَبواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور ان کو خاص نظم وضبط میں پرویا ہے۔ اس میں سے تکرارِ اِسناد کو ترک اور معاد کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اَسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے

(۱) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۵، ۶

محقق عالم غالب ہو اور جھگڑالو جاہل کا شبہ دور ہو۔‘‘

ان دلائل سے واضح ہوا کہ امام محمد خوازمی علمِ حدیث و فقہ میں بلند رتبے کے حامل تھے۔

❁ حاجی خلیفہ کے مطابق امام محمد بن محمود خوازمی کا سنِ وصال ۶۶۵ھ ہے رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۱)

## (۲) امام محمدؒ بن یوسف صالحی کا تعارف

محدّثِ شام امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف صالحی شافعی دمشق کے علاقہ صالحیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنی وفات تک قاہرہ کے صحراء برقوقیہ میں سکونت پذیر رہے۔ (۲)

۱۔ علامہ شعرانیؒ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

**العالم الزاهد الشيخ شمس الدين محمد الشامي، المتمسك بالسنّة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، وكان عالماً صالحاً، مفنناً في العلوم، و ألّف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف كتاب، وأقبل الناس على كتابتها، ومشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد.** (۳)

’’عالم زاھد شیخ شمس الدین محمد شامی سنتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو تھامنے والے، برقوقیہ کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صالح عالم اور مختلف علوم

(۱) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

(۲) زرکلی، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۰

میں ماہر تھے۔ آپ نے ایک ہزار کتب کے مجموعوں سے مشہورِ عالم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصنیف کی۔ آپ اس کو تحریر کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں، آپ نے اس میں سیرت کے وہ گوشے بیان کئے ہیں جس پر کوئی بھی آپ سے پہل نہیں کر سکا۔''

۲۔ علامہ محمد بن جعفر کتانیؒ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے امام شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی کو ''خاتمة المحدّثين'' (محدّثین کی انتہاء) کا لقب دیا ہے۔(۱)

۳۔ امام صالحیؒ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:

**سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، عين الإصابة في معرفة الصحابة، عقود الجمان في مناقب أبي حنيفة النعمان، الجامع الوجيز الخادم للغات القرآن العزيز، الآيات العظيمة الباهرة في معراج سيّد أهل الدنيا والآخرة، مجمع الفتوة في شرح الصدر خاتم النبوة، الجواهر النفائس في تحبير كتاب العرائس.**(۲)

امام صالحی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ نے اپنی متصل اسناد کے ساتھ ''عقود الجمان'' میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سترہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔

❁ علامہ عبد الحی بن احمد ابنِ عماد حنبلی کے مطابق امام محمد بن یوسف صالحی کا وصال ۹۴۲ھ میں ہوا۔ رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۳)

مذکورہ بالا تمام تفصیل سے پتہ چلا کہ امام محمد خوارزمی اور امام محمد صالحی پر علمِ

(۱) محمد بن جعفر، الرسالة المستطرفة: ۱۹۹

(۲) ۱۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۱

۲۔ زركلي، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۴۶، ۲۵۰

حدیث سے بے علمی کا الزام لگانا اور ان کے بلند پایہ علمی رتبے کا انکار کرنا درحقیقت معترض کی کم علمی، جہالت یا تعصب پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ حضرات علمی حوالے سے کم تر یا ضعیف فی الحدیث ہوتے تو اکابر علماء اس کی نشاندہی کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا جو اُن کے معتبر اور ثقہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔

## خلاصۂ بحث

ڈیڑھ سو سے زائد صفحات پر پھیلی اس کتاب کو خلاصتہً درج ذیل اہم علمی نکات میں سمیٹا جا سکتا ہے:

۱۔ اُنتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہِ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا۔ ان اکابر ائمہ میں براہِ راست امامِ اعظم کے تلامذہ آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اعاظم محدّثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے: **چوتھی صدی ہجری** میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابنِ عقدہ، حافظ ابنِ ابی العوام، عمر بن حسن اُشنانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابنِ عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقری، حافظ دارقطنی، حافظ ابنِ شاہین، حافظ ابنِ مندہ (چوتھی صدی ہجری کو ''امامِ اعظم کی صدی'' کہنا لغو نہ ہو گا)، **پانچویں صدی ہجری** میں حافظ ابونعیم اصبہانی، حافظ ابوبکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری، **چھٹی صدی ہجری** میں حافظ محمد بن حسین ابنِ خسرو بلخی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابنِ عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ **ساتویں صدی ہجری** میں امام ابو علی حسن بن محمد بکری، **دسویں صدی ہجری** میں حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی اور **گیارہویں صدی ہجری** میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین کے حصہ میں آئی۔

۲۔ ایک اہم بات جس کے سبب اس باب کو چار چاند لگ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا انتیس (۲۹) ائمہ میں سے ہر ایک امام کے احوالِ حیات اور علمی مقام و مرتبہ کو بھی اکابر ائمہ و علماء کرام کی زبانی قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ

(۱) کوئی بھی ناواقف، جاہل اور قلیل المطالعہ شخص اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ان ائمہ کے صدق و صفا کے بارے قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔

(۲) جو احباب بھی ان ائمہ کے حالات اور ثقاہتِ علمی سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ ان ائمۂ عظام کے مسند ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس میں صرف امام خوارزمی کی ''جامع المسانید''، حافظ شمس الدین ابنِ طولون کی ''الفهرست الأوسط'' اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ''عقود الجمان'' پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدّثینِ کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابنِ نقطہ حنبلی، حافظ ابنِ عبد الھادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کئے گئے ہیں، جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ''مسند ابی حنیفہ'' کو تالیف کیا۔

۴۔ اسی طرح ان تمام ائمہ کے اَحوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتبِ رجال اور جرح و تعدیل سے ثابت کیا گیا ہے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں: قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری کی أخبار أبي حنيفة وأصحابه، حافظ خطیب بغدادی کی تاریخِ بغداد، حافظ ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی الأنساب، حافظ ابنِ عساکر کی تاریخِ مدینہ دمشق، حافظ ذہبی کی سير أعلام النبلاء، تذكرة الحفاظ، حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کی الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية، حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تهذيب التهذيب، لسان الميزان، تعجيل المنفعة، حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ اور ابنِ عماد حنبلی کی شذرات الذهب قابلِ ذکر ہیں۔

۵۔ امامِ اعظیم ابو حنیفہ کی مذکورہ بالا اُنتیس (۲۹) مسانید پر تفصیلی بحث سے غرض و غایت یہ تھی کہ جو آپ پر قلتِ حدیث اور عدمِ حدیث دانی کا بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے اس کا علمی دلائل و براہین سے رد کیا جائے۔ الحمد للہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام صاحب حافظِ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں ہیں تو اتنے اجل اور اعظم محدّثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس شخص کے پاس اَحادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف اَحادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں بھی اتنی مشقت اٹھاتے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب معترضین کے پاس کبھی بھی نہیں ہو گا۔ وہ صرف انہیں ٹال مٹول سے نظر انداز کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ ان سوالات کا صرف ایک ہی صحیح، درست اور حق جواب یہ ہے کہ ''امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نہ صرف حدیث میں امام ہیں بلکہ اَوثق اور اَصدق مقام پر فائز ہیں تب ہی ان اکابر ائمہِ حدیث نے آپ سے مروی اَحادیث کو اپنی اپنی مسند میں جمع کیا۔''☆

☆ ہمارے فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسف کی ''کتاب الآثار''، امام محمد بن حسن شیبانی کی ''کتاب الآثار''، حافظ ابونعیم اَصبہانی کی ''مسند أبی حنیفة''، امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی بخاری کی ''مسند أبی حنیفة'' اور امام خوارزمی کی ''جامع المسانید'' موجود ہیں، جن میں امامِ اعظم ابو حنیفہ کی سیکڑوں مرویات ہیں جو حدیث میں آپ کی امامت و ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ رضی اللہ تعالی عنهم ورضوا عنه عزوجل و رحمة اللہ تعالی علیهم أجمعین۔



# مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com




www.MinhajBooks.com

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **ابو اسحاق شیرازی**، ابراہیم بن علی بن یوسف (۳۹۳۔۴۷۶ھ)۔ **طبقات الفقهاء۔** بیروت، لبنان، دار القلم۔

۳۔ **ابنِ بشکوال**، ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود انصاری (۴۹۴۔۵۷۸ھ/ ۱۱۰۱۔۱۱۸۳ء)۔ **الصلة۔** قاہرہ، مصر: الدار المصریۃ۔

۴۔ **ابنِ تغری بردی**، ابو المحاسن جمال الدین یوسف (۸۱۳۔۸۷۴ھ)۔ **النجوم الزاهرة فی ملوک مصر و القاهرة۔** مصر: وزارة الثقافة۔

۵۔ **حارثی**، ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بخاری (۲۵۸۔۳۴۰ھ)۔ **مسند أبی حنیفة۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء۔

۶۔ **حمزہ بن یوسف**، ابو قاسم جرجانی سہمی (۴۲۸ھ)۔ **تاریخ جرجان۔** بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۷۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم**، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۸۔ **ابن ابی حاتم**، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔ **الجرح و التعدیل۔** بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

۹۔ **ابن حجر ہیتمی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ **الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۰۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ الرحلة في طلب الحديث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ۔

۱۲۔ **ابنِ خلکان**، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ وفيات الأعيان وأنباء الزمان۔ بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۱۳۔ **حاجی خلیفہ**، مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطینی رومی حنفی (۱۰۱۷۔۱۰۶۷ھ)۔ کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۴۔ **خوارزمی**، ابو المؤید محمد بن محمود (۵۹۳۔۶۶۵ھ)۔ جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ تذكرة الحفاظ، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۶۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ سير أعلام النبلاء، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۷۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ العبر في خبر من غبر۔ کویت: مطبعۃ حکومۃ الکویت، ۱۹۸۴ء۔

۱۸۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه۔ مصر: دار الکتاب العربی۔

۱۹۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ میزان الإعتدال في نقد الرجال۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۲۰۔ زاہد الکوثری، محمد (۱۲۹۶۔۱۳۷۱ھ)۔ تأنیب الخطیب علی ما ساقه في ترجمة أبي حنیفة من الأکاذیب۔ ملتان، پاکستان: مکتبۂ امدادیہ۔

۲۱۔ ابن زبر ربعی، محمد بن عبداللہ بن احمد بن سلیمان (۲۹۸۔۳۹۷ھ)۔ تاریخ مولد العلماء ووفیاتهم۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمۃ، ۱۴۱۰ھ۔

۲۲۔ زیلعی، جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (۷۶۲ھ)۔ نصب الرایة لأحادیث الهدایة۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیۃ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء۔

۲۳۔ زیلعی، جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (۷۶۲ھ)۔ نصب الرایة لأحادیث الهدایة۔ مصر: دار الحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۲۴۔ سبکی، تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام انصاری (۶۸۳۔۷۵۶ھ/۱۲۸۴۔۱۳۵۵ء)۔ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام۔

۲۵۔ سبکی، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی (۷۲۷۔۷۷۱ھ)۔ طبقات الشافعیة الکبری۔ ہجر للطباعۃ والنشر، ۱۴۱۳ھ۔

۲۶۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۲۷۔ سمعانی، ابوسعد عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی (۵۶۲ھ)۔ الأنساب، بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۸۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب

العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۹۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۰۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۷۳ء۔

۳۱۔ ابنِ قاضی شہبہ، ابو بکر بن احمد بن محمد بن عمر (۷۷۹۔۸۵۱ھ)۔ طبقات الشافعیۃ۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ۔

۳۲۔ صالحی، ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۳۳۔ صفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۶۹۶۔۷۶۴ھ)۔ الوافی بالوفیات۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۳۴۔ صیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ، حیدرآباد، بھارت، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۳۵۔ ابنِ عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (۱۱۹۸۔۱۲۵۲ھ)۔ عقود اللآلی فی الأسانید العوالی۔ دمشق، شام: مطبعۃ المعارف، ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء۔

۳۶۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الإنتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۷۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۸۔ **ابن عبد الہادی**، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الحمید بن قدامہ مقدسی حنبلی (۷۰۵۔۷۴۴ھ)۔ **تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء۔

۳۹۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفاء ومزیل الألباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۴۰۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ مدینۃ دمشق**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۴۱۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۴۲۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الأئمۃ الأربعۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۴۳۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تقریب التہذیب**۔ شام: دار الرشید، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۴۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الحبیر**۔ مدینہ منورہ: ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۴۵۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تہذیب التہذیب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۴۶۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۴۷۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ لسان الميزان۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الاعلمی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۸۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۴۹۔ ابن عماد، عبد الحی بن احمد بن محمد عکری حنبلی (۱۰۳۲۔۱۰۸۹ھ)۔ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب۔ دمشق: شام، دار ابن کثیر، ۱۴۰۶ھ۔

۵۰۔ عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفين۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ۱۳۷۶ھ۔

۵۱۔ عیسیٰ ایوبی، ملکِ معظم ابنِ ابو بکر محمد حنفی (۶۲۴ھ)۔ السهم المصيب في الرد على الخطيب۔

۵۲۔ فواد سیزگین، ڈاکٹر۔ تاريخ التراث العربی۔ قاہرہ، مصر: الهيئة المصرية، ۱۹۷۱ء۔

۵۳۔ قرشی، عبد القادر بن محمد بن محمد ابن ابی الوفاء قرشی مصری (۶۹۶۔۷۷۵ھ/ ۱۲۹۷۔۱۳۷۳ء)۔ الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفية۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۵۴۔ قزوینی، عبد الکریم بن محمد الرافعی۔ التدوين في أخبار قزوين۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

۵۵۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ البداية

والنهاية۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۵۶۔ **کردری، محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز** (۸۲۷ھ)۔ **مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۷۔ **ابن ماکولا، ابو نصر علی بن ھبۃ اللہ بن جعفر** (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ **الإكمال فی رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف فی الأسماء والكنى والأنساب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۵۸۔ **ابن ماکولا، ابو نصر علی بن ھبۃ اللہ بن جعفر** (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ **تهذيب مستمر الأوهام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ۔

۵۹۔ **محمد بن جعفر کتانی، ابنِ ادریس حسنی فاسی** (۱۲۷۴۔۱۳۴۵ھ)۔ **الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیۃ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۶۰۔ **محمد عبد الحی لکھنوی، ابنِ محمد عبد الحلیم ہندی** (۱۲۶۴۔۱۳۰۴ھ)۔ **الفوائد البهيّة فی تراجم الحنفيّة**۔ بیروت، لبنان: شركة دار الأرقم بن أبی الأرقم، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۶۱۔ **مرتضٰی زبیدی، سید ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد حسینی** (۱۲۰۵ھ)۔ **عُقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم**۔ پاکستان، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۶۲۔ **مسلم، ابن الحجاج قشیری** (۲۰۶۔۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۳۔ **ابن مفلح، برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد** (۸۸۴ھ)۔ **المقصد الأرشد فی ذكر أصحاب الإمام أحمد**، ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد

للنشر والتوزيع، ۱۹۹۰ء۔

۶۴۔ **موفق**، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ **مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۶۵۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔ ۱۰۳۸ء)۔ **تاريخ أصبهان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۶۶۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔ ۱۰۳۸ء)۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۶۷۔ **ابنِ نقطہ**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹۔ ۶۲۹ھ)۔ **التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۶۸۔ **ابنِ نقطہ**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹۔ ۶۲۹ھ)۔ **تكملة الإكمال**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: جامعۃ ام القریٰ، ۱۴۱۰ھ۔

۶۹۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری (۶۳۱۔ ۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔ ۱۲۷۸ء)۔ **تهذيب الأسماء واللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۷۰۔ **ابو الوفا**، افغانی۔ **مقدمة كتاب الآثار للإمام أبي يوسف**۔ سانگلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان: المکتبۃ الأثریۃ۔

۷۱۔ **ابو یعلی خلیلی**، خلیل بن عبد اللہ بن احمد قزوینی (۳۶۷۔ ۴۴۶ھ)۔ **الإرشاد في معرفة علماء الحديث**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

72. http://vb.arabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26

73. docs.ksu.edu.sa/DOC/Articles44/Article440033.doc